

اِنَّ الدِّينَ جَمَدٌ اَشْبَحَ الْاِسْلَامَ

۱۰۴۰  
رجب الحرام ۱۳۷۰

# خدا مرادین

جلد ۱ ۲۴ جون ۱۹۵۵ء مطابق ۲ ذی قعدہ ۱۳۷۴ھ نمبر ۶

زیر سرپرستی:  
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی

اندرون شیر نوالہ دیوانہ لاہور

جو کہ ہر

جمعۃ المبارک

کو

ہدایا خدا

سالانہ ۱۱۱۱۱۱ روپے

ششماہی ۱۱۱۱۱۱ روپے

لکھنے والے

مولانا احمد علی صاحب

مولانا مقبول احمد بی۔ آ

آغا صادق - ایم۔ اے

خواجہ عبدالوحید

چندری عبدالرحمن

سلطان سید احمد جالندھری

سلیم

ع۔ م۔ چوہان

مدیر

ع۔ م۔ چوہان

پابندی وقت پر شائع ہوتا ہے

فی پیر

چار دنے

(۴/۱)

یکے از مطبوعہ انجمن خدام الدین لاہور



# حکایا الصالحین

حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی مسلمانان ہندوستان  
بلکہ عالم اسلام کے ایک عظیم المرتبت بزرگ ہیں۔ جن کے مختصر حالات  
ہم آج کی اشاعت میں ہدیہ ناظرین کرنے کی سعادت حاصل کر  
رہے ہیں۔

## شاہ ولی اللہ دہلوی — حالاً اور علمی و علمی کارنامے

**پس منظر** اٹھارویں صدی کی ابتداء سے دنیا ایک  
پس منظر کے دور میں داخل ہو رہی تھی۔ بادشاہت  
رخصت ہو رہی تھی اور قومی جمہوری حکومتوں کا آفتاب  
بروز ہوا تھا۔ جس کی وجہ سے سیاسیات عالم میں ایک  
تبدیل چھنے والا تھا۔ اس کے علاوہ مشیخہ اسیاد ہو چکی تھی  
اور مشین کے استعمال سے نئے معاشی مسائل پیدا ہونے  
والے تھے۔ پھر ان سیاسی اور معاشی حالات کا اخلاق  
انسانی پر ایک نیا اثر پڑنے والا تھا۔ ایسے ہی مذہب  
کو حقی رنگ میں پرکھا جانے والا تھا اور خطرہ تھا کہ  
کبھی مذہبیت ہی کا انکار نہ کر دیا جائے۔

عظیم ہندو سلطنت مندر کا چراغ بظاہر باقی تھا۔ یہ  
اسلام کی بین الاقوامی تحریک کی ایک شاخ تھی۔ جس کی  
ابتداء عربوں اور ایرانیوں کے زوال کے بعد ترکوں سے  
ہوئی تھی۔ اسلام کی خدمت سب سے پہلے عربوں نے  
کی پھر ایرانیوں نے اور ان کے بعد ترک مسلمان ہوئے  
ترکوں کی ایک شاخ عثمانی ترک ہیں۔ جن کا مرکز قسطنطنیہ  
بنادود دوسری شاخ مغل ترک ہیں۔ جنہوں نے دہلی کو اپنا  
مرکز بنایا۔ خاندان مغلیہ نے اکبر، جہانگیر، شاہجہان اور عظیم  
عظم جیسے بادشاہ پیدا کئے۔ جنہوں نے اسلامی بنیادوں  
پر تمام انسانوں کے درمیان عدل و انصاف کا نظام پیدا  
کیا۔ عالمگیر اعظم نے مغلوں کی پیدا کی ہوئی ہندوستانی  
اسلامی بین الاقوامیت کو وسعت دینے کے لیے قادی  
عالمگیری تائیف کرائی۔ جو ہندوستانی حکومت کا قانون  
بنی۔ اگر سلطان اورنگ زیب کو اور موقع مل جاتا۔ تو یہ  
قادیسی ترمیم کے بعد بہت بڑی اسلامی فیڈریشن کو  
قانون بنا سکتی تھی۔ لیکن اورنگ زیب کی وفات کے بعد  
دہلی کے تحت پر کوئی وسیع انتظامی حکمران نہ بچھا جو اس  
حکومت میں اس کے منطقی نتیجے تک پہنچاتا۔

یہ حالات تھے کہ اورنگ زیب عالمگیر وفات سے چار  
سال پہلے دہلی کے ایک متوسط گھرانے میں ایک بچہ پیدا  
ہوا جو بڑا ہو کر دنیا کو ایک فلسفہ دینے والا تھا۔ جس  
سے دہلی نے جمہوری۔ مشینی۔ صنعتی اور عقلی دور میں

اسلام کی افادیت کو روز روشن کی طرح واضح کیا جاسکتا  
ہے۔ باپ نے اس کا نام قطب الدین احمد رکھا لیکن نیا  
اسے شاہ ولی اللہ کے نام سے جانتی ہے۔  
شاہ ولی اللہ دہلوی کا سلسلہ نسب اللہ  
ابو اجداد کی جانب سے سینا فاروق اعظم  
تک اور والدہ کی جانب سے حضرت موسیٰ کاظم تک پہنچتا  
ہے۔ یعنی آپ والد کی طرف سے فاروقی اور والدہ کی  
طرف سے غامدی تھے۔

آپ کے آباؤ اجداد ہندوستانی سوسائٹی میں ابتداء ہی  
سے بڑی ہنگی کے مالک رہے ہیں۔ ان میں سے بعض  
نے علم و فضل میں اور بعض نے مبادی، سخاوت اور  
سرداری میں ممتاز شہرت حاصل کی۔ آپ کے ہندو گوں  
میں سے سب سے پہلے شیخ شمس الدین مفتی ہندوستان  
تشریف لائے اور رہنک میں مقیم ہوئے۔ جو دہلی سے صرف  
تیس میل پر واقع ہے۔ شیخ موصوف بہت بڑے عالم  
اور زائد تھے۔ انہوں نے رہنک میں ایک مدرسہ قائم کیا  
رفتہ رفتہ آپ کے اثر سے اس علاقے میں اسلام پھیلنا  
شروع ہوا۔ اور اہل شہر نے دینی باتیں سیکھنے اور اپنے  
مقدرات فیصلہ کرانے کے لیے آپ کو روئیں بنایا۔ اس  
طرح آپ ایک لحاظ سے حاکم شہر بن گئے۔ کچھ مدت بعد  
قضا کا عہدہ سرکاری طور پر بھی آپ کے خاندان میں تسلیم  
ہو گیا۔ یہاں تک کہ اس خاندان کے ایک بزرگ شیخ  
خادم الدین نے فوجی زندگی اختیار کر لی اور سدری سہر  
جہاد میں عرب فرادی۔ ان کی اولاد نے بھی یہی زندگی قبول  
کر لی۔ چنانچہ امام ولی اللہ دہلوی کے دادا شیخ وجیہ الدین  
العربی عمر سلطان عالمگیر کے لشکر میں ایک بڑے عہدہ  
عہدے پر مقرر تھے۔ وہ سپاہی بھی تھے اور عالم و فاضل  
اور غور سید بھی۔ انہوں نے بہت سے فوجی مرکوں  
میں حصہ لیا۔ لیکن تنہا ہی رہی کہ شہادت نصیب ہو۔  
آخر کار مدیائے نرہدا کے قریب اپنے قاتل کے ساتھ  
ڈاکوؤں کے ایک گروہ سے رٹے ہوئے بہت سے  
زخم کھان کر شہید ہو گئے۔

شیخ وجیہ الدین شہید کے تین بیٹے تھے شیخ ابوالفضل  
شیخ عبدالرحیم اور شیخ عبدالحکیم۔ ان میں سے ہر ایک بچے  
خود ایک نامور یگانہ تھا۔ خصوصاً شیخ ابوالفضل اور شیخ  
عبدالرحیم تو علم و فضل میں بہت مشہور ہوئے۔

**شیخ عبدالرحیم** ۱۰۷۷ھ میں دہلی میں پیدا ہوئے۔ دینی تعلیم  
اپنے والد شیخ وجیہ الدین احمد اپنے بڑے بھائی شیخ ابوالفضل  
سے پائی۔ اور عقلی علوم اس زمانے کے مشہور فلسفی میرزا بدر  
بروی سے حاصل کئے جو چار واسطوں سے مشہور محقق و  
جہل الدین و دانی کے شاگرد تھے۔ سلطان محمد فاتح نے  
جب یہ بین اقوام کو اسلام سے آشنا کرنا ضروری سمجھا تو  
اپنے زمانے کے علماء کو متوجہ کیا کہ شریعت کو حکمت پر تطبیق  
دینی۔ محقق و دانی ان ملائیں سے ایک نامور استاد ہیں۔ شیخ  
عبدالرحیم خدا شناسی میں حافظ عبداللہ اکبر لادھی کے مرید  
تھے۔ جو شیخ آدم بندوی کے خلیفہ تھے۔ اور شیخ آدم  
بندوی حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی شرمذی کے اکابر  
خلفاء میں سے تھے۔ علمی کمال حاصل کرنے کے بعد آپ  
نے پرانی دہلی میں اس جگہ جواب مہندیوں کے نام سے  
مشہور ہے ایک مدرسہ قائم کیا۔ جس کا نام مدرسہ رحیم  
پڑ گیا۔ اور وہ وہاں سے لوگ پڑھنے کے لئے آتے  
تھے۔

شیخ عبدالرحیم بڑے زاہد اور متقی تھے اور کتاب سنت  
اور فقہ و تصوف کے بہت بڑے عالم تھے۔ چنانچہ آپ  
بہت بلند پایہ حنفی فقہ نقشبندی صوفی اور خدا رسیدہ  
حکیم تھے۔ اور الہیات نے ماہر تھے۔ ایک موقع پر آپ  
کو سلطان عالمگیر کے مشہور مجروحہ توغین، فتاویٰ حامیگیری  
کی تالیف میں بھی حصہ لینا پڑا۔ لیکن دیر پا شہر ہی میں آنے  
جانے سے نفرت تھی۔ اس لیے اس میں حصہ لینا ترک کر دیا۔  
آپ نے اللہ (سبحانہ) میں وفات پائی۔

**امام ولی اللہ کی تعلیم و تربیت** امام ولی اللہ  
کے فرزند تھے۔ آپ ۱۱۳۰ھ مطابق ۱۷۱۷ء  
میں دہلی میں پیدا ہوئے۔ باپ نے قطب الدین احمد  
نام رکھا۔ لیکن احمد ولی اللہ کے نام سے مشہور ہوئے۔  
احمد بعد میں صرف ولی اللہ نام رہ گیا۔ فاضل باپ نے  
چوبہار فرزند کی عمر کے پانچویں سال میں اس کی تعلیم  
کا سلسلہ شروع کر دیا۔ سات سال کی عمر میں قرآن حکیم  
حفظ کر لیا۔ ایک سال میں فارسی کی ابتدائی کتابیں پڑھ  
لیں۔ اس کے بعد عربی کی تعلیم شروع ہوئی اور دس  
سال کی عمر میں اس کی ابتدائی مشکلات پر بھی عبور حاصل  
کر لیا۔ پھر عقلی اور دینی علوم شروع کئے۔ اور ان علوم  
کا اس زمانے میں جو نصاب تعلیم تھا پندرہ سال کی عمر  
میں ختم کر لیا۔ جلیل القدر باپ نے اپنے قابل فرزند کو صرف  
دہلی کتابیں ہی نہیں پڑھائیں۔ بلکہ حکمت عملی کی تعلیم بھی دی  
جو اس زمانے کے بہت کم لوگ جانتے تھے۔ چنانچہ خود  
حضرت امام فرماتے ہیں کہ:-

”حضرت ایشاں با اخلاق سلیم از شجاعت و ہمت

# خدم الدین

کے پیش نظر راشننگ کی دکانوں پر ۹ روپے سے بھی کم قیمت پر فروخت کرتی۔ تاکہ بازار میں مقابلے کی صورت پیدا ہوتی اور عوام کو چیزیں مناسب قیمت پر مل سکیں۔

## صبر سگریٹ

پاکستان بننے کے بعد اسلام کی ایک ایک جگہ صبر تو ہیں ہو رہی ہے اس سے ہر مسلمان پوری طرح واقف ہے۔ اس کے افسوسناک پہلو یہ ہے کہ نہ حکومت کے کارکن پر جوں رہنمائی ہے اور نہ عوام کی طرف سے صدرائے احتجاج بلند ہوتی ہے۔ ان حالات میں ہمارا کچھ لکھنا صدابھو ثابت ہوگا۔ لیکن خاموش رہنا بھی ہم گناہ سمجھتے ہیں۔

اگر بینم کہ نابینا دچاہ است  
دگر خاموش بشیرنگاہ است

اس سے ایک طرف تو ہم بری الذمہ ہو جائیں گے اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ کی جانب سے حکومت اور عوام کے خلاف تمام حجت ہو جائے گا۔

اللہ تعالیٰ کے ۹۹ اسماء الحسنیٰ ہیں۔ ان میں سے اللہ ذاتی نام ہے اور باقی ۹۰ صفاتی ہیں۔ ان صفاتی ناموں میں سے ایک صمد ہے۔ اس کے معنی ہیں بے نیاز بے احتیاج۔

سگریٹ کو صمد کا نام دینا اللہ تعالیٰ کی توہین نہیں تو اور کیا ہے۔ اول تو تبا کو ہی مکڑہ چیز ہے۔ پھر اس کے ساتھ صمد لگا دینا یہ جلتی پر تیل ڈالنا ہے۔ ہم اس کے خلاف زبردست احتجاج کرتے ہیں۔ اور عوام سے درخواست کرتے ہیں کہ اگر ان کے اندر ایمان کی کچھ چمک باقی ہے تو وہ اس سگریٹ کا بائیکاٹ کر دیں اور سگریٹ فروش اس سگریٹ کے فروخت کرنے سے بالکل انکار کر دیں۔ نیز اس کے خلاف ہر جگہ ریزولوشن پاس کر کے حکومت پر زور ڈالنا چاہئے کہ وہ کمپنی کو اس سگریٹ کا نام بدلنے پر مجبور کرے۔

(ع-م جہان)

## حوالہ (شعب ہزارہ)

سہفت روزہ "خدم الدین" ہر جمعہ کو عید الرحمن صاحب نیوز ایجنٹ، احمدیہ کتب خانہ سے طلب کریں

جلد ۱ { ۲۲ جون ۱۹۵۵ء مطابق ۲ زوی قعدہ ۱۳۷۴ھ } ۶

پنجاب یونیورسٹی و ناناوی تعلیمی بورڈ کو چاہئے کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کریں۔ اور عوام کے جذبات کی توجہ جانی کریں۔

## گندم کی نقل و نقل

آخر نئی وزارت کے نئے وزیر خوراک شیخ فضل الہی پھانچے نے تاجر انجمنوں کی فیڈریشن کے وفد کو گندم کی ایک ضلع سے دوسرے ضلع میں لے جانے کی پابندیوں کو نرم کرنے کا فیصلہ دلایا۔ اور مستقبل قریب میں نقل و حمل کی پابندی بالکل ختم کر دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔ یقیناً وزیر خوراک نے یہ یقین دہانی عوام کی سہولت کے لیے دی ہے۔ تاکہ عوام راشننگ کی دکانوں سے جنگی گندم خریدنے کی بجائے باہر سے سستی گندم خرید سکیں۔

آزاد ممالک میں راشننگ سسٹم اس وقت جاری ہوتا ہے۔ جب بازار میں چیزوں کی قیمت بڑھ جائے حکومت عوام کو سستے داموں چیزیں مہیا کرتی ہے۔ تاکہ بازار میں نایاب چیزیں کم قیمت پر باضابطہ مل سکیں۔

ہمارے ملک میں راشننگ کے معنی بلیک مارکیٹ کو فروغ دینا ہے۔ جب کسی چیز کو منگنا کرنا ہو اس پر کنٹرول کو دیا جاتا ہے۔

اب بھی لاہور اور راولپنڈی میں اگر راشننگ کی دکانوں پر بازار میں با رعایت گندم مہیا کی جائے تو عوام کو سہولت ہو سکتی ہے۔ یہاں معاملہ ہی الٹ ہے۔ لاہور میں اس وقت گندم ۱ روپے سے دس روپے تک مل رہی ہے۔ لیکن راشننگ کی دکانوں سے ۱۱ روپے ۴ آنے ملتی ہے۔ حالانکہ حکومت کو یہ چاہئے تھا کہ وہ عوام کی فلاح

## علوم شرقیہ پنجاب یونیورسٹی

پنجاب یونیورسٹی اور ناناوی تعلیمی بورڈ کی تعلیمی پالیسیوں کے خلاف لاہور کی مختلف تعلیمی انجمنوں نے کئی احتجاجی جلسے کئے۔ جن میں مطالبہ کیا گیا کہ پنجاب یونیورسٹی کے وائس چانسلر کو ان کے موجودہ عہدہ سے ہٹا دیا جائے۔ کیونکہ اسلامی تعلیم سے بالخصوص اور عوامی تعلیم سے بالعموم ان کی دشمنی ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے۔ اور باب سکینڈری بورڈ آف ایجوکیشن پنجاب نے پرائیویٹ طلباء کے واسطے میٹرک کے امتحان میں شریک ہونے کے لیے جو مڈل کے امتحان پاس کرنے کے بعد دو سال بعد کی شرط عائد کی ہے۔ یہ شرط عوام کو تعلیم سے بے بہرہ اور جاہل رکھنے کی غمازی کرتی ہے۔ حالات کا تقاضا تو یہ تھا کہ سکینڈری بورڈ ان مشکلات کا حل تلاش کرتا جن کی وجہ سے قوم کے غریب طلباء اور طالبات کی اکثریت پرائیویٹ طور پر امتحانات میں شریک ہونے کے لیے مجبور ہوتے ہیں۔ بجائے اس کے کہ ان مشکلات کی تلافی کرنے کے بعد ایسی تجاویز پیش کی جائیں تاکہ وہ عوام کے لیے سکون قلب کا باعث ہوتیں۔ اور باب اقتدار نے سرمایہ داریوں کے مقابلہ میں غریب کی ترقی کو برداشت نہ کرتے ہوئے ایسی شرائط لگ دیں۔ جن سے صرف سرمایہ دار طبقہ جو سکھوں اور کالجوں کے اخراجات برداشت کر سکتا ہے۔ تعلیم حاصل کر سکے اور غریب طالب علم کو موقع نہ دیا جائے کہ وہ اپنا پیٹ پال کر اپنی محنت سے اس دنیاوی ترقی میں ان کا شریک ہو سکے۔ جسے سرمایہ دار اپنی میراث تصور کرتے ہیں۔ اور ہم یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ یہ غریب عوام کے حقوق پر ڈاکہ ہے۔ اور باب



# بہترین کی کوشش

خطبہ جمعہ ۲۵ شوال ۱۴۲۸ھ از مولانا احمد علی صاحب جامعہ مسجد شہر انوار لاہور

برادران اسلام۔ ہر انسان اپنے لیے ہر چیز میں سے بہتر کو پسند کرتا ہے۔ مثلاً سبزی خریدنے کے لیے جاتا ہے تو سبزی فروش سے کہتا ہے۔ بہتر سبزی دو۔ قصاب کے پاس جاتا ہے۔ تو کہتا ہے۔ بہتر گوشت دو۔ کپڑا خریدنے کے لیے جاتا ہے۔ تو بزاز سے کہتا ہے۔ بہتر کپڑا دو۔ جب آپ کو اپنے لیے بہتر چیز کی ضرورت ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی اپنے بندوں میں سے بہتر بندے پسند کرتا ہے۔ اسی لیے آج عرض کرنا چاہتا ہوں۔ کہ انسان اللہ تعالیٰ کا بہتر بندہ کیسے بن سکتا ہے۔

بہترین بندہ بننے کا پروگرام

قرآن تعالیٰ:-

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ  
أُولَٰئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ

(سورۃ البقرہ پارہ ۳)  
ترجمہ۔ بیشک جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے۔ یہی لوگ بہترین مخلوقات ہیں۔

دعاء

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس نظام الودعات (پہنہ گرام) پر عمل کر کے اس مبارک نفع کے حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

بہترین جماعت میں شمولیت

قرآن تعالیٰ

لَنْتَمَّ خَيْرَ امْتِعَةٍ أُخْرِجَتْ مِنَ النَّاسِ تَامِعُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَتَّبِعُونَ حُجَّتَ الْهَيْكَلِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ (الاحزاب سورۃ آل عمران رکوع ۱۲ پارہ ۱)  
(ترجمہ) تم سب امتوں میں سے بہتر ہو جو لوگوں کے لیے بھیجی گئیں۔ اچھے کاموں کا حکم کرتے ہو۔ اور بُرے کاموں سے روکتے ہو۔ اور اللہ پر ایمان لاتے ہو۔

اس آیت میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ایسات حدیث بیان کئے گئے ہیں۔ جب ہم بھی اپنے آپ کو اسی مقدس جماعت میں شامل کرنے کے دعویدار ہیں۔ کیونکہ

دیندار مسلمان اپنے آپ کو اہل سنت والجماعت کہتے ہیں۔ لہذا اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ میں پہلے خود نیک کاموں کے کرنے کی توفیق دے اس کے بعد دوسرے لوگوں کو نیکی کی تلقین کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ پہلے خود برے کاموں سے بچنے کی توفیق دے۔ اور پھر دوسروں کو برے کاموں سے بچنے کی تلقین کی توفیق عطا فرمائے۔ تاکہ ہم بھی صحیح معنی میں کلمہ خیر امت کی جماعت میں شامل ہونے کے قابل سمجھے جائیں۔ اور پہلے اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے دل میں ایمان کو جگہ دینے کی توفیق دے۔ اس کے بعد دوسروں کو ایمان لانے کی تلقین کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین!

حاصل

یہ نکلا۔ کہ پہلے اللہ تعالیٰ بہترین انسان بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور پھر بہترین جماعت سے وابستہ رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

بہترین لباس

قرآن تعالیٰ:-

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اَمْلِكُوا لَكُمْ بِلَاسًا بِلَاسًا  
بِلَاسًا سِوَا بِلَاسِكُمْ وَبِلَاسًا طَيِّبًا وَبِلَاسًا قَيِّمًا  
(ترجمہ) اے آدم کی اولاد ہم نے تم پر پوشاک اتاری جو تمہاری شرمگاہیں ڈھانکتی ہے اور آرائش کے کپڑے بھی اتارے۔ اور پرہیزگاری کا لباس وہ سب سے بہتر ہے۔

شیخ الاسلام پاکستان کا حاشیہ

اتارنے سے مراد اس کا مادہ وغیرہ پیدا کرنا اور اس کے تیار کرنے کی تدبیر بنانا ہے۔ گو اتارنے کا لفظ اکثر اس موقع پر جوتے ہیں۔ جہاں ایک چیز کو اوپر سے نیچے لایا جائے۔ مگر بہت دفعہ اس سے مکانی فوق و تحت مراد نہیں ہوتا بلکہ جو مرتبہ کے اعتبار سے اونچا ہو۔ اس کی طرف سے کوئی چیز نیچے والوں کو عطا کئے جانے پر بھی یہ لفظ اطلاق کیا جاتا ہے جیسے فرمایا:-

وَإِنَّمَا لَكُمْ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ  
مَّا رَآهُ عَيْنُكَ وَلَا يَمْلِكُ الْإِنْسَانُ شَيْئًا  
(شکوہ)

اور اس ظاہری لباس کے علاوہ جس سے صورت بدن کو تزیین ترین ہوتا ہے۔ ایک معنوی پوشاک بھی ہے۔ جس سے انسان کی باطنی کمزوریاں جی کے ظاہر کرنے کی اس میں استعداد پائی جاتی تھی۔ پر وہ خفا میں رہتی ہیں۔ اور منصفہ ظہور و کشفیت پر نہیں آتے پائیں۔ اور یہی معنوی پوشاک ہے۔ جسے قرآن نے لباس التقویٰ فرمایا۔ باطن کی زینت اور آرائش کا ذریعہ بنتی ہے۔ بلکہ اگر غور کیا جائے تو ظاہری بدنی لباس بھی اسی باطنی لباس کو زیب تن کرنے کے لیے مقرر یا مطلوب ہوا ہے۔

نیکوں کا اجر

قرآن تعالیٰ (ولاحسن الآخرة خیر للذين آمنوا  
وكانوا یستحقون) سورۃ یوسف رکوع ۷۱ پارہ ۱  
(ترجمہ) اور آخرت کا ثواب ان کے لیے بہتر ہے جو ایمان لائے۔ اور پرہیزگاری میں رہے۔

نیکوں میں دنیاوی اجر

جو لوگ اپنی نیکیوں میں دنیاوی اجر و مثلاً نام و نمود و شہرت وغیرہ) چاہتے ہیں۔ ان کے حق میں سورہ بنی اسرائیل کی آیت ۳۱ میں یہ وعدہ آیا ہے۔ جو کوئی دنیا چاہتا ہے۔ تو ہم سر دست دنیا میں اسے بھی جس قدر چاہتے ہیں دیتے ہیں۔ پھر ہم نے اس کے لیے بہنم تیار کر رکھی ہے جس میں وہ ذلیل و خوار ہو کر گرے گا۔

نیکوں میں آخرت کا اجر

اور جو آخرت چاہتا ہے۔ اور اس کے لیے مناسب کوشش بھی کرتا ہے۔ اور وہ مؤمن بھی ہے۔ تو ایسے لوگوں کی کوشش مقبول ہوگی۔

حاصل

یہ نکلا۔ بہترین ہے کہ انسان نیکیوں کے اعمال کا اجر آخرت میں اللہ تعالیٰ سے مانگے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو اس چیز کی توفیق عطا فرمائے۔

چھوٹا شرک

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔  
إِنَّ أَخْوَفَ مَا أَخَذَ عَلَى أُمَّتِي الشَّرْكَ  
الْأَصْغَرَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا الشَّرْكَ  
الْأَصْغَرُ قَالَ الرِّبَا  
(ترجمہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مجھے اپنی امت کے متعلق چھوٹے شرک کا بڑا خطرہ



# زندگی

عمل ہے رُوح قوم کی پکارتے چلے چلو عمل پہ فرد فرد کو اُجھارتے چلے چلو!  
چمن چمن روش روش نکھارتے چلے چلو عروہن نو بہار کو سنواریں چلے چلو!  
جمالِ زندگی کا عکس اتارتے چلے چلو

یہی ہے رازِ زندگی یہی ہے رازِ زندگی روائیوں کے دم قدم سے ہے گذرِ زندگی  
نفس نفس ہو دم بہ دم نوا طرازِ زندگی جمود تو نشیب ہے عملِ سرِ زندگی  
کسی لگن میں زندگی گزارتے چلے چلو

نہ یار تم پہ زندگی نہ زندگی پہ یار تم سُکوں سے دُور تر رہو تڑپ سے بکنا تم  
سبک خرام لہر ہو کہ سیل بیقرار تم چین میں آشکار ہو چمن کی ہو بہار تم  
بہار کا خزاں میں روپ دھارتے چلے چلو

نہ بھول کر بھی گوشہٴ خمول سے وفا کرو نہیں ملا تو کوششِ حصول سے وفا کرو  
صدافتوں کے دائمی اُصول سے وفا کرو چین پرست ہو تو بھول بھول سے وفا کرو  
کلی کلی کی رنگتیں نکھارتے چلے چلو

کرن کرن کے روپے سحر کی آبرو ہے اُٹھے کچھ اس طرح نظرِ نظر کی آبرو ہے  
شعار حق و عدل سے ہنر کی آبرو ہے تمہارا مطلعِ نظرِ بشر کی آبرو ہے  
بشر کی آبرو پہ جان وارتے چلے چلو

خلوص کیا ہے تیغ تیز دستِ اختیار میں منافقوں کی گردنیں کٹیں گی کارزار میں  
دروغ باف خود نما بھلا ہیں کس شمار میں فریب و مکرو زور ہیں اہل کے انتظار میں  
شرارتوں کو اپنی موت مارتے چلے چلو

قدم قدم پہ راستے میں راہزن بھی آئیں گے مقامِ دُخراش و حوصلہ شکن بھی آئیں گے  
کہیں پہاڑ بھی کہیں اُجاڑن بھی آئیں گے اُلجھ کے پیر میں خارِ پیروں بھی آئیں گے  
برنگِ ضعیفِ ثریاں ڈکارتے چلے چلو

# مجلس شکر

مرتبہ: چوہدری عبدالرحمن

آج مؤرخہ ۲۲ شوال ۱۳۷۴ھ مطابق ۱۶ جون ۱۹۵۵ء ذکر کے بعد مؤرخہ ۲۳ شوال ۱۳۷۴ھ مطابق ۱۷ جون ۱۹۵۵ء کو مولانا احمد علی صاحب دامت برکاتہ نے جو تقریر فرمائی مہم کا تاریخی کرام کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

## مکمل صحت یافتہ انسان

صبح کا درس اور جمعہ کا خطبہ ہر ایک کے لیے ہیں۔ عوام و خواص سب اس سے مستفید ہوتے ہیں۔ جمعرات کی مجلس ذکر و عمل خاص احباب کے لیے ہے جن کا بھر سے بیعت کا تعلق ہے۔ اور احباب بھی آتے ہیں۔ چشم ما روشن دل ماشاد۔

میں کسی کو منع نہیں کرتا۔ میرا فرض ہے کہ اپنے خاص احباب کی رہنمائی کروں۔ تاکہ مرنے کے بعد ان کی تہنہ بہشت کا بارغ بن جائے۔ شیخ اس راستہ کی طرف رہنمائی کرنے کا ذمہ دار ہے۔ بشرطیکہ اس کے حکم کی تعمیل کی جائے۔ قبر آخرت کی ڈیوڈھی ہے۔ حضرت بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق کسی کی قبر بہشت کا بارغ اور کسی کی جہنم کا گودھا بن جاتی ہے۔ شیخ کامل اس کی بہشت کا بارغ بنانے والے راستہ کی طرف رہنمائی کرنے کا ذمہ دار ہے۔ میں اگرچہ بہت گنہگار ہوں۔ اس کے باوجود بھی میری کچھ ذمہ داری ہے جس کو میں محسوس کرتا ہوں۔ میں جب اپنے احباب کے اصلاح کرنے کی طرف توجہ دلاتا ہوں تو اس کے یہ معنی نہیں جوتے کہ آپ گنہگار ہیں۔ اور میں پاکیزہ ہوں۔ میری پوزیشن سگری ڈیکل کی سی ہے۔ جو طرح پر پوری طرح تنقید کرتا ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے آپ کی خدمت میں اسلامی چیزیں عرض کیا کرتا ہوں۔ مکمل انسان وہ ہے جس کا عضو سلامت ہے۔ اگر کسی کا کوئی عضو مفلوج ہے۔ تو اس کو ہم مکمل انسان نہیں کہہ سکتے۔ مثلاً اگر کسی کی ایک آنکھ یا ایک ہاتھ یا ایک ٹانگ نہیں ہے تو اس کو کانا۔ دلا یا سنگڑا کہیں گے۔ اسی طرح مکمل صحت یافتہ انسان وہ ہے جس کی روحانی اور جسمانی دونوں صحتیں بجا ہوں۔ اس کا علم صرف ان لوگوں کو ہو سکتا ہے۔ جو اللہ والوں کی صحبت سے فیض یافتہ ہیں۔ ورنہ عام مسلمانوں کو تو فقط جسمانی صحت کا علم ہے۔ یہ صحت تو نگاہ سنگڑ اور مادہ و ہوا کو بھی حاصل ہے۔ مسلمان کی دونوں صحتیں بجا ہونی چاہیے۔ اگر یہ نہیں سکھایا جائے کہ جسمانی صحت کے لیے پانچ ذنہ کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کے تربیت یافتہ صبح سویرے

ہاتھ منہ دھونے سے پہلے بیڈٹی (بسترہ کی چائے) پیتے ہیں۔ تاکہ رات بھر منہ میں جو گندگی جمع ہو گئی ہے وہ نکھول نکھال کر اندر ڈال دیں۔ اس کے بعد صبح کا ناشتہ کرتا ہے پھر دوپہر کا کھانا ہوتا ہے۔ شام کو پھر چائے اور رات کو پھر کھانا ہوتا ہے۔

یہ اس بات کی علامت ہے کہ اس شخص کی جسمانی صحت بجا ہے۔

یہی حال روحانی صحت کا ہے۔ اگر روح کو کم از کم پانچ دفعہ ذکر الہی کی اشتہا محسوس ہوتی ہے تو کہا جائیگا کہ اس شخص کی روحانی صحت بجا ہے۔ ایسے شخص کی اگر ایک دن کی صبح کی نماز باجماعت قضا ہو جائے تو وہ محسوس کرتا ہے کہ اس نے آج کچھ گویا ہے۔ روح کی غذا ذکر اللہ ہے۔ لا یذکر اللہ فقلوبہم الخلق جس طرح جسمانی صحت کے لیے طرح طرح کی غذا میں کھاتے ہیں اسی طرح روحانی صحت کے لیے بھی روح کو غذا دینا کرنی ضروری ہے۔ اگر یہ نہ نہ مسلمان کو مسلمان نہ ہندو کو ہندو اور نہ سکھ کو سکھ رہنے دیا ہے پہلے ہندوؤں اور سکھوں میں اس درجہ کی جھوٹ جھات تھی کہ مسلمان کا ہاتھ لاک جانا تو ان کی کھانے پینے کی چیزیں بھر شٹ ہو جاتی تھیں یا اب یہ حالت بھی دیکھی کہ ہندو اور سکھ مسلمانوں کے گھروں میں آکر سب کچھ کھا گیا۔

ہندو۔ سکھ۔ عیسائی بلکہ دہریوں کو بھی اپنی جسمانی صحت کا خیال ہے۔ مگر مسلمان کے سوا کسی کو روحانی صحت کا خیال نہیں مسلمانوں میں بھی فقط ان کو اس کا خیال ہے جو اللہ کے دوا دے پر آتے ہیں۔ مسلمانوں کے سوا کسی کے پاس آسمانی مذہب زندہ نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کے سوا کسی کے پاس بھی انسانیت کا بوجہ گرام نہیں ہے اگر یہ کھانے کا خشتاق تھا۔ وہ روحانیت کے لحاظ سے بالکل بے بہرہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی آسمانی کتاب یعنی قرآن مجید کی حفاظت کا ذمہ خود لے لیا۔ اتانحن نزلنا الذکر

و اتالہ لھا قلوبن۔

اس ذمہ داری کو نبھانے کے لئے اس نے قرآن کو مسلمانوں کے دماغوں میں محفوظ کر دیا۔ دنیا میں اناجیل اربعہ۔ توریت۔ وید۔ گرنہ وغیرہ کسی کتاب کا ایک بھی حافظ آپ کو نہ ملے گا۔ مگر قرآن کے حافظ ہر جگہ ہوں گے۔ حقیقہ بقدر جوش۔ جتنی بڑی آبادی ہوگی اتنے زیادہ حافظ ہوں گے۔

کھانا۔ پینا۔ کانا۔ بچتے بننا۔ ان کو پانا۔ یہ تو بھاری کرتے ہیں۔ یہ تو انسانیت نہیں۔ انسان بندگی کے لیے آیا ہے۔ بند آمد اور برائے بندگی۔ زندگی بے بندگی شرمناک اگر انسان بندگی نہ کرے تو یہ نقطہ بول و براز کی مشین بن جاتا ہے۔ اس صورت میں یہ لحد خلقنا الانسان فی احسن تقوید

کے مقام سے گر کر شتر و حوتہ اسفل سافلیین کا مصداق بن جاتا ہے۔ انسانیت کا یہ منشاء نہیں کہ انسان ہر چیز میں مالک نہ صرف کرے کسی پر سواری کرے کسی کو بغیر ذبح کئے چاقو سے کاٹ کر کھا جائے اور آپ بول۔ براز کی مشین ہی بنارہے ہیں۔ مگر بندگی کا حق ادا نہ کیا تو یاد رکھ اے انسان تو کتے۔ سور اور گدھے کے بدتر ہے۔ وہ مالک حقیقی اور مالک مجازی دونوں کے وفادار ہیں۔ اور تو مالک حقیقی کا فدا رہے۔

یہ درست ہے کہ جسمانی صحت بھی بحال رہنی چاہئے۔ ادھاس کے لیے غذا کی ضرورت ہے۔

کھانا۔ پینا۔ جھوٹ دینا۔ تقویٰ نہیں ہے۔ قل من حرم ذیبتہ اللہ التی اخروج لہا رزقہ والیطیبت من الرزق (سورة الاحزاب رکوع ۲) حرام مت کہائیے۔ محمدی کے مت کھائیے۔ بیشک پانچ کی بجائے دن میں دس دفعہ کھائیے۔ مگر حلال کھائیے۔

جس طرح دن میں پانچ دفعہ بھوک کا گناہ صحت جسمانی کی بجا کی علامت ہے۔ اسی طرح صحت روحانی کی بجا کی یہ علامت ہے کہ انسان کو ذکر الہی کی اشتہا ہو۔ اگر خدا خواستہ صحت جسمانی بگڑ جائے تو زبان کا ذائقہ بگڑ جاتا ہے۔ بعض اوقات صحت جسمانی اس حد تک بگڑ جاتی ہے کہ ایسے شخص کو لذیذ کھانا دیکھ کر قے اٹھنے لگتی ہے۔ اسی طرح اگر صحت روحانی بگڑ جائے تو نہ صرف ذکر الہی کی اشتہا نہیں رہتی۔ بلکہ اگر توجہ دلائی جائے تو بگڑتا ہے۔

اللہ والے طیب روحانی جوتے ہیں وہ روحانی صحت درست کرتے ہیں۔ پہلے مسجد کی طرف آنے کو دل نہیں چاہتا تھا۔ کامل کی صحت نصیب ہونے کے بعد مسجد سے نکلنے کو دل نہیں چاہتا۔ پہلے فرض نماز کی بھی حالت نہ تھی پھر تہجد گزرا ہو جاتے ہیں۔ قرآن طلب روحانی کے شہ جات کا محبوب ہے۔ قرآن کا علم علماء کرام کی صحبت میں نصیب (باقی صفحہ پر)



# رخصتی

نظم ذیل محترمی بابو غلام رسول صاحب امین آبادی کی ہمشیر نور بیگم کی شادی پر لکھی گئی۔ ہم اسے قارئین  
غلام الدین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ خدا کیسے کہ ہماری تمام مائیں بہنیں بھی ایسے مواقع پر فضیلت کی  
بجائے ایسے ہی صلاح جذبات کا ثبوت دیا کریں۔  
(اداریہ)

بالآخر آگئیں نزدیک تر گھڑیاں جدائی کی  
لگا دی وقت کے حاکم نے آزادی پہ پابندی  
یہاں ہر شخص اپنے آپ کو مجبور پاتا ہے  
خدا کے حکم کی تعمیل میں شادی کا سااں ہے  
بہی بیٹی کہ جو ہے آبرو مانیاب کے گھر کی  
بہن بھائی کے سر پر دست شفقت پھرنے والی  
طفولیت سے لے کر آج تک جو اس کا مسکن تھا!  
اب اس کا چھوڑنا اس کے لئے سچ مچ قیامت ہے!  
لڑتا ہے غم دل بن کے اک فریاد ہونٹوں پر  
پھنکی جاتی ہے غم سے مثل شمع شام روتی ہے  
نصوّر جب ذرا تصویر مستقبل دکھاتا ہے  
خدا جانے کہ جانا ہے جہاں کا شانہ کیسا ہو!  
یہیں پر ختم ہو جانا نہیں یہ رنج کا قصہ  
تربیتی ہے اگر خوشی تو قسمت تازہ روتی ہے  
نیت تازہ اپنی جگہ پر سر بسر تصویر حسرت ہے  
گدماں جس کے بحر عشق کا ساحل نہیں ہوتا!  
نظر کے سامنے رکھے ہوئے بیٹی کی کیفیت  
جگر کو تھام لیتی ہے نغاں کو روک لیتی ہے!  
بصد حسرت یہ کہتی ہے کہ اے آرام جاں بیٹی!  
وہ ایسا کو بسا دل ہے کہ جو اس دم کہیں نہ جی!  
جدائی رنج سے اس رنج میں لیکن مسرت ہے  
اسی خاطر زبیدہ ہو گئی رخصت برے گھر سے  
ترے شوہر کا مسکن آج سے تیرا نشین ہے  
یہ تیرا کام اب اس باغ کے پھولوں کی رکھوالی  
مجھے تعلیم دی ہے میں نے عجز و انکساری کی  
مجھے میں نے بزرگوں کا ادب کرنا سکھایا ہے  
مجھے واقف کیا ہے خوب کارخانہ داری کے  
مجھے بتلا چکی ہوں میں فراہم خداوندی!  
تدبر، تجربہ، دانشوری کو کام میں لانا!  
خسر کو شاد رکھنا۔ ساس کے دل کی دعا لینا  
بڑا بھی کر کہیں تجھ کو برا مت جانا اس کو  
زما پر خامہ کرتی ہوں اب اپنی نصیحت کا

الم نا آشنا لمحوں نے آخر بے وفائی کی!  
کہ فطرت لے کے آتشی فراہم خداوندی  
وہی اچھا ہے جو بیک کہہ کر سر جھکانا ہے  
کہانی غم فزا لیکن بڑا دلچسپ عنوان ہے!  
مہی بیٹی کہ جس کی ذات رونق ہے بھرے گھر کی  
وہ اک بے لوث خدمت سے دلوں کو گھیرنے والی  
یہ گھر اس کے لیے فردوس کا رنگین گلشن تھا  
ہمیشہ کی جدائی کا تصور ہی مصیبت ہے!  
نظر آتی ہے عذر رفتہ کی روداد ہونٹوں پر!  
کسی صورت نہیں ہے روح کو آرام روتی ہے!  
ہر اس دغوت سے دل اور بھی کچھ کانپ جاتا ہے  
اب ان کو چھوڑ کر ہے ساتھ جس کے جانا کیسا ہو  
وگر افرادِ خسانہ کا بھی اس میں بہت حصہ  
جدائی پر کسی کے دل میں کانٹا سا چھوٹی ہے  
حقیقت اس کے دل کی کون کھٹے کس کو قدرت ہے  
محبت کے لیے اس دل سے بڑھ کر دل نہیں ہوتا  
سمجھ کر خوب پاس خاطر نازک کی اہمیت  
وہ اپنے گریہ کے سیل رواں کو روک لیتی ہے!  
جیسا دشرم والی اور فخر خاں بیٹی!  
مرا دل بھی ترے دل سے مری جاں کم نہیں زخمی  
مفراس سے نہیں ہے یہ تو اک آئین فطرت ہے  
وگر نہ کیوں بھڑکی نیک سیرت نیک اختر سے  
کہ تیرے واسطے وہ چار دیواری ہی ایمن ہے!  
سمجھ لے تو ایسی مقصد کی خاطر بھٹی پالی!  
پڑھائی ہیں تجھے میں نے کتابیں دینداری کی  
طریقہ چھوڑے بچوں سے محبت کا سمجھایا ہے  
بہت ہی خوش رہی ہوں میں تیری عفت شکاری سے  
بس اب کرنا نہیں اچھا ہے لالہ پر حسرت بندہ!  
جہاں تک ہو سکے تجھ سے مری باتوں کو اپنا  
مر تسلیم اُن کے حکم کے آگے جھکا دینا  
غرض وہ آج کہیں اے جان مادر ماننا اس کو  
تقاضا تھا یہی اے جان من میسری محبت کا

خدا ایمان بخشے اور شرم و آبرو رکھے!  
تجھے دونوں جہاں میں ہر طرح سے سرخو رکھے!

# ہندو تہذیب پر مسلمانوں کی فتوحات کے اثرات

قرن تاریخ اور علم جغرافیہ دونوں سے مسلمانوں کو خاص لحاظ ملتا ہے۔ اس لئے عربی میں ان علوم کا خاص ذخیرہ جمع ہو گیا تھا۔ بلاذری طبری کا قی ان البیرواد ابن خلدون جیسے مؤرخ گزر چکے تھے جنہوں نے فن تاریخ کو کافی حد تک مکمل کر دیا تھا۔ عربوں کے جہاد رانی کے شوق نے علم جغرافیہ کو بہت وسعت دے دی تھی۔ وہ چونکہ دنیا کے کونے کونے میں گھومتے تھے اس لئے انہیں مختلف ممالک اور ان کے باشندوں کے حال کا کافی علم تھا۔

علوم ریاضی اور ہندیت دونوں میں مسلمانوں کے ذاتی کارنامے ہندوستانی کارناموں سے زیادہ ذرا نہیں تھے۔ لیکن ہندوستانی کتابوں کے عربی میں تراجم ہونے کے بعد انہوں نے بڑے بڑے حیثیت والے پیدا کیے۔ تہذیبی چیزیں مسلمانوں میں سب سے پہلے تحقیق کی ایجاد کا فخر حاصل ہوا کئی لاجواب تصانیف کے مصنف تھے۔ لفظانی، البیرونی اور ابو نصر کے نام بھی اس سلسلہ میں کچھ اہمیت نہیں رکھتے۔ علم ریاضی میں مسلمان الجبرا کے موجد تسلیم کئے جاتے ہیں۔

ان علوم کے علاوہ کیمیا، طب، جراحی، علوم طبیعی وغیرہ میں بھی مسلمانوں کے کارنامے جیسے روشن رہے ہیں۔ کیمیا کے تو یہ لوگ مہر و تہذیب کے بنائے ہیں لیکن طب اور جراحی کو انہوں نے یونانیوں سے سیکھ کر کچھ ترقی دے دی تھی۔ جس کی وجہ سے ہم اسلامی ممالک میں دارالشفاء قائم ہوئے۔ اور دوا ملنی۔ رانگی اور دوا بنی ابن سہاس جیسے حاذق طبیب پیدا ہوئے۔

جہاں کہ فنونِ لطیفہ کا تعلق ہے اس کے بعض شعبے مصوری، موسیقی اور تگری ایسے ہیں جن کا شوق اسلامی تعلیم کے سرسبز مٹا ہی ہے۔ نیز کچھ شعبے یہ بدعت شریعت ہوتی ہے۔ لیکن ایرانی روایات سے متاثر ہونے کے بعد عباسیہ عہد میں بھی ان فنون کی قدر دانی میں کوئی کمی نہیں کی گئی۔ اور دربارِ خلافت سے فخرے عمار ہونے پر صرف آپس اور ایران میں بعض مسلمان اہل فن پیدا ہوئے۔ موسیقی کا شوق تو خصوصیت کے ساتھ ان دونوں ممالک میں کافی حد تک پہنچ گیا تھا۔ چنانچہ اسپین نے بہت سے آلات موسیقی کا استعمال یورپ کو سکھایا۔ اور ایران کا مشہور شاعر رودکی از فن کا سرگراں ہے اسلامی تمدن کی سب سے اچھوتی یادگار عربوں کا فن تعمیر ہے۔ اسپین سے لے کر ترکستان تک متعدد طرزِ دل کے نمونے موجود ہیں۔

عربوں میں تجارت کا شوق اور صنعت و حرفت کی سرپرستی قبل از اسلام سے پائی جاتی ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنا ابتدائی زندگی میں سید تجارت کوئی سفر کئے تھے عرب تجارت اور جہاز ران ہندوستان، مصر، چین، ایران، یمن اور اسپین وغیرہ ممالک کے علاوہ دنیا کے اور بہت سے حصوں میں اس غرض سے جاتے تھے۔ صنعت و حرفت میں بھی کافی ترقی ہوئی جس میں کاغذ سازی کو خاص مدد حاصل ہوئی۔ ہندو جہاں بالاسطور اجمالی طور پر دنیا کے اسلام کی تہذیب

کا ایک خاکہ ہے۔ عباسی مرکز خلافت بغداد کے توسل سے تمام اسلامی مملکتوں میں ان روایات کا اثر پہنچا۔ اور عربوں سے لے کر اسپین تک تقریباً ایک ہی تہذیب پھیلی۔ ہندوستان کے ساتھ تہذیب کا تعلق آٹھویں صدی عیسوی کے اوائل میں پیدا ہوا جبکہ مسلمانوں میں محمد بن قاسم نے سندھ اور بلتان کو اسلامی سلطنت میں شامل کر لیا۔ سترہویں صدی میں مسلمانوں نے کابل فتح کر لیا لیکن ہندوستان کی تہذیب کا خدشاں اثر نہ ہوا۔ محمود غزنوی کے سپہ در سپہ حملوں نے نئی تہذیبی قوتوں کا احساس ضرور پیدا کر دیا۔ لیکن کوئی خاص تہذیبی نقوش نہ چھوڑ سکے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ محمود کو ہندوستان میں باقاعدہ قیام کا موقع نہ مل سکا۔ اصل میں ہندوستان میں تہذیب کی تاسیس حقیقتاً ۱۲۰۰ء میں ہوئی ہے جب کہ قطب الدین ایک نے دہلی فتح کر کے پایہ تخت بنایا۔

دنیا کے اسلام کے لئے تیرھویں صدی کا زمانہ سازگار نہ تھا۔ اسی زمانے میں چنگیز اور ہلاکو نے اسلامی قوتوں کو منتشر کیا۔ خلافت کی مرکزیت ٹوٹ گئی۔ اسلامی ممالک میں صرف ہندوستان ایک ایسا ملک تھا جہاں امن و امان تھا۔ اس لئے اہل علم سیاست دان اور شعرا ہندوستان میں پناہ لینے کے لئے کھینچ کھینچ کر آئے تھے۔ ہندوستان میں شمس الدین بلبن، علاء الدین خلجی ایسے دانہ اور دربر پیدا ہوئے۔ چنانچہ یہ ہوا کہ مسلمانوں کی تہذیب کے اجزاء اور اس کے ہندوستان میں پورے طرح سمراٹ کر گئے۔ لیکن بادشاہوں کے بھی زیادہ حصہ ان صوفیائے کرام کا ہے جنہوں نے ہندوستان کے گوشے گوشے میں تبلیغ کا کام شروع کیا۔ جس کی بدولت اسلام کا پیغام غیر مسلموں تک پہنچا۔ ان مبلغین کی وجہ سے آج ہندوستان کے اکثر صوبوں میں مسلمان آبادی ہے۔

ہندوستان میں مسلمانوں کی سلطنت جو سیاسی، معاشرتی اور مذہبی تبدیلیاں وجود میں آئیں۔ ان کے ذکر حالات سے خالی نہیں۔ ہندو تہذیب جو تعلق کے جو نئی مشکل پیدا کی۔ اس کا جائزہ چند عنوانات کے تحت لیا جاتا ہے۔

۱۔ مذہب ۲۔ عمرانی زندگی ۳۔ نظام حکومت ۴۔ زبان ۵۔ علوم و فنون۔

۱۔ ہندو اپنے مذہب میں خات حاصل کرنے کے لئے تین راستے تسلیم کرتے ہیں۔ اول راہ عمل دوم راہ علم اور اور تیس راہ زہد و ریاضت۔ برخلاف ان کے اسلام علم و عمل کے متحدہ راستے کا قائل ہے۔ نجات کا تصور ہندو اور مسلمان دونوں میں بڑا مختلف ہے۔ آیا اللہ کے نزدیک نجات تعبیر ہے۔ روح کا مختلف شکلیں اختیار کر کے برہمن میں شامل ہوجانے سے اور مسلمانوں میں نجات نام ہے مگر نہ جنت کا عین روح کا قرب خداوندی حاصل کر لینا۔ ہندو پرتشعہ حیات اور ہر منہانی قوت کے لئے ایک مختلف دوا کا تصور رکھتے ہیں اور خدا کی طرح ان کی پرستش کے قائل ہیں۔ برخلاف ان کے مسلمان صرف ایک

خدا اور براہ راست اس کی عبادت کے قائل ہیں۔ رتہ رتہ مبلغین کی جلد و جہاد اور مسلمان حکمرانوں کے اثرات نے ایک بڑی آبادی کو اسلام کے دائرہ میں داخل کر لیا۔

۲۔ ہندو عمرانی زندگی کے اندر نسل اور پیدائش کو بڑی اہمیت دیتے تھے۔ رات پات کی حد بندی بڑی مضبوط تھیں۔ یہ تصور کہ برہمن نے برہمنوں کو اپنے سرے اور شوروں کو اپنے پیر سے پیدا کیا ہے دونوں طبقوں کی سماجی علیق کو وسیع کئے ہوئے تھا۔ اس سماجی فضا میں مسلمان اپنا جہوری نظریہ اور مساوات کا خیال لئے ہونے داخل ہوئے۔ ان کے اثر سے عمرانی مساوات کا خیال ملک کے گوشے گوشے میں پھیل گیا۔ اور تمام نسلوں کی اہمیت کا تصور شروع ہوا۔ برہمنوں کی قدیم سماجی حیثیت ختم ہو گئی اور تمام قومیں ایک نگاہ سے دیکھی جانے لگیں۔

۳۔ مسلمانوں کی آمد کے وقت جس قسم کی سیاسی فضا ہندوستان میں موجود تھی ایسے میں کہیں مرکزی حکومت کا تصور ذہن میں نہیں آتا تھا۔ لیکن مسلمان وصالی طرز حکومت کا تصور لئے ہوئے داخل ہوئے اور اس طرح سے افراد براہ راست حکومت سے منسلک ہو گئے۔

۴۔ جہاں تک زبان کا تعلق ہے ہندوستان میں مسلمانوں سے قبل مذہبی اور ادبی زبان کی حیثیت صرف سنسکرت کو حاصل تھی لیکن ذات پات کے شدید احساسات کی وجہ سے سنسکرت صرف ادبی زبانوں کے لئے مخصوص تھی۔ شومہدی کو یہ بتایا جاتا تھا کہ ادبی زبانوں کی خدمت تھا فرض اولین ہے۔ شوروں کے لئے اس مقدس زبان کا سنا یا سنا نا بھی گناہ تھا۔ مسلمانوں کی ادبی اور مذہبی زبان عربی تھی جس کا استعمال غیر مسلموں تک کے لئے ممنوع تھا۔ مسلمان مسلمانوں کی مذہبی راہداری نے ہندوؤں کی مذہبی زبان سنسکرت کی عظمت کو گھٹا دیا۔ فارسی کی درباری حیثیت نے عوام کی نگاہوں کو ادبی بھی جذب کرنا شروع کر دیا جس کے اثر سے سنسکرت کو ذوالی آنا شروع ہوا اور ان زبانوں کے میل جول سے ایک نئی زبان اردو پیدا ہوئی۔

۵۔ علوم و فنون میں قدیم ہندو تہذیب نمایاں تھی۔ ریاضی اور علم نجوم ہندوؤں کا خاص حصہ تھے۔ اور آرت میں فن مہاتری۔ فن تعمیر اور تیراشی پر ہندو اعتقادات چھائے ہوئے تھے مسلمان جو علوم لاتے ان میں ایرانی اور ایرانی علوم کے اجزاء بہت نمایاں تھے مسلمانوں کا خصوصی مضامین فلسفہ تاریخ۔ طب جراحی۔ نجوم۔ ہیئت اور ادب سے تعلق تھا۔ جب اسلامی سلطنت دہلی میں حکم سونگی تو ان علوم کا چرچا شروع ہوا پھر کر شائد ہی کوئی تعلیم یافتہ شخص ایسا نہ ہو جو عربی سنیا۔ ابن خلدون۔ امام غزالی۔ طوسی۔ البیرونی۔ طبری۔ وغیرہ فردوسی مولانا روم۔ ارسطو۔ افلاطون۔ سقراط اور لکھنؤ کے ناموں سے نا آشنا ہو۔





یا اللہ!

یا رحمن!

یا حبیب!

یہ اولاد تیرے حضور میں پیش کش ہیں۔ اگر او بندہ نوازی قبول فرما اور قیامت کے دن اپنا دیدار نصیب فرما آمین۔

عبدہ تعالیٰ: عبدالحمد اقدس عفا اللہ عنہ

# رحمن کے ہمارے

کس قدر خوش قسمت اور کتنے ہی سعادت مند ہیں وہ لوگ جو حشر و نشر کے دن رب تعالیٰ کے حضور انعام پانے کے لئے بلائے جائیں گے اور اس واحد و یگانہ حسن و متعم پروردگار شہنشاہ کائنات کے عظیم الشان اولیٰ نے فیض شہادت دریا پر شرف باریابی پاکر انعامات و کرامات خسروانہ اور اعزازات شہنشاہانہ سے بہرہ یاب ہوں گے یہ وہ خوش قسمت لوگ ہوں گے جو ایمان اور اعمال صالحہ کی برکت تقویٰ کے بلند مقام پر فائز ہوں گے۔ اور جو دین حق کے سچے خادم اور اس کی سر بلندی اور اجراء تنفیذ کے لئے جان مال سے کوشش کرنے والے رہے ہوں گے۔ آج (قیامت کے دن) ان کے انعام پانے اور اعزاز حاصل کرنے کا دن ہے۔ جب کہ ان کے بالمقابل منکروں اور مجرموں کی رسوائی اور ذلت و نامرادی کا وقت آپہنچا ہے۔ بڑے بڑے متکبرین خوار و ذلیل ہو کر عذاب الیم میں مبتلا ہوں گے۔ اور وہ نیک کردار المؤمنین جو بعض اوقات ان متکبرین اور متمردین کی نظروں میں کمزور اور خستہ حال سمجھے جاتے تھے۔ انوار انعامات اللہ اور اعزازات ربانہ سے نوازے جائیں گے، تقویٰ شتال ہل ایمان کے بیٹے یہ نظارہ کس قدر دلنوا اور دعوت افزا ہو گا۔ اول زمین کے لئے کس قدر دل خراش اور تباہ کن ثابت ہو گا۔ ارشاد ربانی ہے۔

يَوْمَ تَجُودُ السُّعْيَاتُ اِلَى السُّعْيٰى وَذُكِّرَ وَتُسْوَى الْمِيزَانُ اِلٰى حَبْرٍ مِّمَّ دَرْدَاهُ (سورہ مزیم، آیت ۸۵، ۸۶)

(یہ اعزاز و کرام اس دن ہو گا) جس دن کہ ہم خدا ترس تقویٰ شعار مومنوں کو دین تہائے کھسکو اور انعام میں بلائے ہوئے مہمانوں کی مولیت میں شمار کر کے لے جائیں گے۔ اور مجرموں کو ہجو کا میراں ہم کی طرف (بعد ذلت و خواری) ہانک کر لے جائیں گے۔

علامہ ابن کثیر کی تحقیق کی تفسیر میں

محمد الدین ابو الفداء اسماعیل بن کثیر القرطبی مفتی المتوفی ۷۸۱ھ رقمطراز ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے پرہیزگار دوستوں کے مستحق

جو دنیا جہاں میں اس سے بڑے ہیں اور جنہوں نے اللہ کے رسول کی پیروی کی ہے اور جو کچھ انہوں نے دین کے بارے میں انہیں بتایا ہے۔ اس کی تصدیق کی ہے اور عمل اور امر میں ان کی اطاعت کی ہے اور جن باتوں سے روکا ہے۔ وہ رک گئے ہیں، خبر سے پہلے ہی کہ قیامت کے دن انہیں اٹھا کر اکٹھا کر کے پورے اعزاز و کرام کے ساتھ اپنے حضور بلائیں گے۔ "یومذ" ہوئی بھی وہ جنت ہے۔ جو کسی کے پاس سوار ہو کر گئے اور اسی میں سے (خود جمع) بھی ہے۔ یہ لوگ نورانی سواروں (انجیل پر سوار ہو کر سب سے بہتر میناں (اللہ تعالیٰ) کے حضور اس کے مقام تکرم و رضا میں حاضر ہوں گے یہ سواریاں آخرت میں تقویٰ شعار (مومنوں) کے لیے ہوں گی۔

اندہ مجرم جو رسولوں کو جھٹلاتے رہے اور ان کی مخالفت کرتے رہے۔ سورہ پوری سختی اور وحشتی کے ساتھ دوزخ کی طرف ہانکے جائیں گے۔ پیارے دروازے کے سنی ہیں پیارے عطار ابن عباس، عباد حسن بصری۔ افتادہ وغیرہ کا یہی قول ہے اور اس موقع پر مجرموں سے کہا جائے گا۔ اب تباہ و مفرق دھوکا دہی میں سے کس کا ٹھکانا بہتر اور کس کی عین پر رونق ہے۔

ابن ابی حاتم نے ابن مروق (رحمہم اللہ) سے بسند بیان کیا ہے۔

ابن مروق نے کہا جس وقت مومن قبر سے نکلے گا تو ایک نہایت ہی خوب صورت شکل اس کے سامنے آئے گی۔ جس سے خوشبو جگ رہی ہوگی۔ ایسی خوبصورت جو اس نے عمر بھر میں پہلے کبھی ایسی حسین شکل نہ دیکھی ہو۔ وہ پیچھے گا۔ آپ کون ہیں وہ بول اٹھے گی کیا آپ مجھے نہیں پہچانتے؟ وہ کہے گا نہیں۔ پس اس قدر معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بڑی پاکیزہ خوشبو اور نہایت ہی خوبصورت چہرہ عطا کیا ہے۔ وہ شکل بولے گی۔ میں آپ کا "عمل صالح" ہوں۔ آپ دنیا میں اسی طرح نیک اور پاک عملوں والے تھے۔ دنیا میں کافی عرصہ تک میں آپ پر سوار رہا۔ آج آیتے اور مجھ پر سوار ہو جائیے۔ فرمائیے مومن اپنے نیک عمل پر سوار ہو گا۔ سو یہی وہ فرمان خداوندی ہے کہ دہم اس دلی بہترین نگاروں کو رحمت تعالیٰ کے (یعنی اپنے) پاس شمار کر کے اکٹھا کر کے بلائیں گے۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے "دند" کے معنی و کبریا (سوار) کئے ہیں۔ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے "آؤنٹ سوار" اور ابن جریر نے "اعلیٰ شتر سوار" اور ثوری نے "ساروفی سوار" مراد لے ہیں اور قارہ نے (دُفْدَا) الی الجنت فرمایا ہے (یعنی اپنے سوار جو جنت کی طرف بلائے گئے۔

اور عبد اللہ بن الامام احمد نے بسند علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول ذکر کیا ہے۔

فرمایا، بخدا! وہ پیادہ نہیں لے جائے جائیں گے اند "دند" کبھی اپنے پاؤں پر (پیادہ) نہیں لے جایا جاتا بلکہ وہ ایسی درہن رفتار اونٹنیوں پر سوار ہو کر جاتے گے۔ جو لوگوں نے کبھی ایسی نیکی تک نہیں کی۔ جن پہنری بالان اور جل پڑے ہوئے ہوں گے وہ ان پر سوار ہو کر جنت کے دروازے جا کر کھڑے کھائیں گے۔

ابن ابی حاتم اور ابن جریر نے بھی اس "ار" کو ذکر کیا ہے۔ اور اس میں یہ الفاظ زیادہ ہیں واکر متھا المرحون (اور ان کی باگیں زبردستی ہوں گی۔ ابن ابی حاتم نے بسند بیان کیا ہے کہ علی کم اند و جہد ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے۔ آپ نے یہ آیت کہ سب سے بھی یوم نضو المتقین الی المرحون و دند

پس آپ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! میں تو "دند" سے ہی سمجھتا ہوں کہ وہ سواروں کا دستہ ہو گا جو سوار ہو کر رحمت تعالیٰ کے حضور حاضر ہو گا) پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ہے اس خدا نے پاک کی جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ بلاشبہ وہ متقین جب اپنی قبروں سے قیامت کے دن (نکلے) نکلیں گے تو ان کے سامنے (سواروں کے لیے) ایسی سفید رنگ کی اونٹیاں لائی جائیں گی (شکل میں اونٹیاں نظر آئیں گی۔ لیکن ان کی حقیقت خدا ہی جانتا ہے) جن کے بازو اور اڑنے کے پر ہوں گے۔ ان سانڈنیوں پر سہری پالان کے ہوتے ہوں گے۔ ان متقین کے بولنے کے تھے (تاک) سراسر نورانی اور تاباں و درخشاں ہوں گے ان سانڈنیوں کا ایک ایک قدم واپس پیچھے لگا جاتا تک نظر کام کرے گی۔

اسی حدیث میں آگے فرمایا ہے۔ یہ سوار لوگ ایک ایسے درخت کے نیچے بیٹھیں گے جس کی جڑ سے دو چشمے بھوڑ رہے ہوں گے۔ پس وہ ان میں سے ایک چشمے سے پانی پئیں گے جس سے ان کے اندر کا میل کھیل سب زہل جائے گا۔ اور دوسرے چشمے میں وہ نہائیں گے سواران کے بدن اور بال وغیرہ کبھی میلے اور ژولیدہ و پراگندہ نہیں ہوں گے اور ان پر راحت اور رونق اور تروتازگی کے پورے پورے آثار کا ملنا پائیاں ہوں گے۔



اس کے بعد وہ درخت کے دروازے پر آکر کھڑے ہو گئے  
 دروازے کے تختے سونے کے اور کھنڈی زنجیر سرخ موتی  
 دیوار کی پھلکی سے لٹکائے ہوئے تھے۔ یہاں سے یا علی (علیہ السلام)  
 پاک کا نا اعلیٰ ملے (ہے) کی آواز سنی جائے گی جس سے  
 جنت کی ہر در کو جو اہل جنت کی سکوہ ہو یاں ہیں۔ تپ  
 جل جائے گا کاس کا خاند (زوج) آگیا ہے۔ وہ فوراً  
 اپنے قسم (موتی) کا پردہ اور منظم یا ناظم اور قضا  
 کو بھیجے گی۔ وہ جا کر دروازہ کھولے گا۔ جسے دیکھ کر  
 باہم ہر اسم تکبیر بجا لائے جائیں گے۔ وہ قسم بتائے گا کہ  
 میں آپ کا ناظم الامور ہوں اور وہ نمائی گئے یہ  
 آگے ہوئے گا۔ اور جتنی اس کے پیچھے چل رہے گا  
 اسی محل میں ستر تھی بچھے ہوں گے۔ جن میں سے  
 ہر ایک پر ستر (زم اور غوطی ناریشی) لگا دے بچھے  
 ہوں گے اور ہر ایک لگے بستر بچھے ہو یاں  
 اپنے محبوب شوہر کے (انتظار میں) موجود ہوں گی  
 ہر ایک بیوی کے لیے ستر قسم کے جوڑے موجود  
 ہوں گے۔ جن وزاکت اور پوشاک کی لطافت اس  
 قدر ہوگی کہ اس کی پہننے کا گودا پوشاک کے  
 اندر سے نظر آئے گا۔ جن کے ساتھ وہ بختی نہایت  
 ہی پاکیزہ اور برطاعت اور دامجی زندگی گزارے گا  
 رات بھر کی مقدار میں ان کی ہم بستری سے لطف  
 اندوز ہوگا۔ وہاں ان کے سامنے ہر نبی بہرہ بھی  
 ہوں گی۔ صاف ستھرے پیٹھے پانی کی اور خوش  
 فاکتہ دودھ کی۔ یہ دودھ جو پاویں کے مقبول  
 سے نہیں نکلا ہوگا۔ اور شراب کی ہر نبی جو نہایت  
 برطاعت اور پینے میں مزے دار ہوگی۔ یہ شراب  
 کشید ہوئی یا لوگوں نے ہاتھ پاؤں سے پھوڑی  
 نہیں ہوگی۔ ہر طرح کے پھل سامنے ہوں گے  
 کھڑے، بچھے اور لٹے ہوئے جس طرح بھی  
 چاہے گا۔ ان میں سے کھا سکے گا۔ پھر آپ نے  
 یہ آیت کریمہ پڑھی  
 وَحَالِیْہُمْ عَلَیْہِمْ اَظْلَمَ اَوْ اَضْلَمَ فَتَظُنُّوْہَا  
 سَدًّا مَّحْلًا۔

اگر بیشی عورتوں میں سے کسی ایک کو کابھی ایک بال  
 زین پر آگے تو سرور بھی اس سے مزید روشنی پائے۔ ان  
 کے بال خوب سیاہ اور رانی اور تباک و درخشاں ہوں  
 گے۔ یہ ہر بیش مزروع اور موقوف دونوں طرح بیان  
 کی گئی ہے۔ زیادہ صحیح اس کا حضرت علی کرم اللہ وجہہ  
 کے کام میں سے ہونا ہے۔ لیکن عالم آخرت کے واقعات  
 کے متعلق جب کوئی حدیث یا کچھ بیان کرتا ہے۔ تو عمرادہ  
 مشکوٰۃ نبوت سے استفادہ پر مبنی ہوتا ہے لہذا وہ حکم  
 مرفوع میں ہوتا ہے۔ تفسیر ابن کثیر ج ۱۳ ص ۱۳۹  
 انظر فی السنی متفقین  
 یہ پایاں العالیات الہیہ کے لیے آخرت میں

جو انعامات و اکرامات مقرر فرمائے ہیں ان کا احاطہ  
 یا بیان نہ کیا، ان کا اندازہ یا تصور نہ کیا بھی ممکن نہیں استاد  
 ربانی ہے۔  
 قَتَعَ اَنۡی جُبُوۡہُۙ بِہُۙمَّ رَوَّالٰہِۙ کَوَّلَہُۙ لَہُۙ اَیۡ عِبَادَہُۙ  
 عَنِ الْمَضَیۡجِ یَذۡحُوۡکَۙ مِیۡنَ شَاقِیۡ ہُوۡنَہِۙ کِیۡ وَجِہَہُۙ  
 وَبِہُۙمَّ حُوۡنَۙ قَوَّ طَہَۙحَاۙ اَنۡ کِیۡ ہُوۡہُۙ اَیۡ عِبَادَہُۙ  
 وَبِہُۙمَّ وَکُنۡہُمَّ سے غلیظہ ہوتے ہیں۔ اپنے  
 رب تعالیٰ کو بیم دینا کی حالت  
 میں بیکارستہ ہوتے ہیں۔ اندر  
 کچھ ہم سے ان کو نہ رکھتے  
 اس میں سے ہادی رفا جوئی  
 کے لئے نیک کاموں میں کچھ خرچ  
 کرتے رہتے ہو۔  
 فَلَا تَقۡلَمۡ نَفۡسٌ مَّا  
 اٰخِیۡقَ لَہُمَّ حِیۡوَتٌ  
 قَرۡۤیۡۃٌ اَعۡیُنَہُۙ حَیۡوَاتُہُمُۙ  
 یَسۡاۡکُنُوۡا یَتَمَلَّوۡنَ ہ  
 ان نیک عملوں کا جوہ تقویٰ  
 شاد ہوں کرتے رہتے ہیں۔

روم بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بند بھیجے ابوہریرہ  
 رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ  
 حدیث مبارک: "روایت فرمائی ہے آپ نے فرمایا  
 ہے کہ اللہ جل شانہ نے فرمایا۔  
 میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے وہ وہ نعمتیں  
 اور ستریں تیار کر رکھی ہیں۔ جو کسی آنکھ نے دیکھی نہیں اور  
 کسی کان نے سنی نہیں اور کسی انسان کے دل میں ان کا  
 خیال و تصور نہ کیا بھی نہیں گذرا۔  
 ابوہریرہ نے فرمایا: چاہو تو دلیل میں یہ آیت  
 کہ میرے پڑے "کوئی شخص بھی اس خوشی و مسرت اور نعمت  
 و کرامت کو نہیں جانتا جو اہل جنت کے لئے پوشیدہ  
 رکھ چھوڑی گئی ہے" سبحان اللہ  
 ارشاد ربانی ہے۔

ایمان و اسلام پر استقامت رکھنے والے یا ان  
 داروں اور مہمانوں کے اس بارے بشت میں سب کچھ  
 ہو گا جو تمہارا جی چاہے گا۔ اور جو کچھ بھی منگو اور گے  
 وہ سب فوراً تمہیں مل جائے گا۔ یہ سب کچھ جتنے دا  
 بے حد رحم فرمانے والے رب تعالیٰ کی عارف سے  
 عظیم الشان مسئلہ معافی کی صورت میں تمہیں پہنچا  
 ہے گا۔

امام حسن بھری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے:-  
 اَحۡقٰی تَوَمَّ عَمَلُہُمُ تَوَمَّ مَقۡبِلِیۡنَ نِیۡکَ  
 فَاحۡقٰی اللّٰہُ لَہُمَا عَمَلُوۡنَ کَوۡرَعُوۡا لَوۡکَیۡ  
 لَمۡ تَرَعِیۡنَ وَکَمَدَ لَعۡرُوۡنَ سَاۡ وَادۡرَ بِلَہۡفِیۡ  
 یَحۡضَرُ عَنِ قَلۡبِہِۙ بَشَرِ حَبِیۡۃٌ لِّیۡلَیۡہِۙ کَوۡرَعِیۡہِۙ

(تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۱۸۵)  
 دکھائیں اللہ تعالیٰ نے بھی  
 ان کے لئے وہ عظیم اجر  
 ثواب چھپا کر رکھ چھوڑا  
 ہے جو کسی آنکھ نے دیکھا  
 نہ کہ نہیں اور کسی انسان کے  
 دل میں اس کا تصور نہ کیا  
 نہیں آیا  
 ایک اور جگہ ارشاد فرمایا ہے:-

"اس دن رتیا مت میں البحر نقویٰ شاد ہوں گا  
 کے باقی صب دوست ایک دوسرے کے عانی دشمن  
 ہوں گے۔  
 رات نقویٰ رسولوں کو نذر مائیں گے، اس پر  
 مخلص بندہ آج نہیں کوئی نہیں اور نہ تم کسی طرح عملیں  
 ہوگی وہ بندے و مراد میں، جو میری آیات پر ایمان  
 لائے ہیں اور فرمانبردار رہے ہیں راجح ان سے کہہ دے گا  
 تم اور تمہاری بیویاں رہا تمہارے جیسے دوسرے مخلص  
 ایمان دار بھی، خوشی خوشی پوری عزت و توقیر کے  
 ساتھ جنت میں جاؤ۔ ان اہل جنت پر (الوان  
 لغت سے بھرے ہوئے بڑے بڑے سونے کے  
 طباق اور اعلیٰ شربتوں سے لیا بھرے ہوئے  
 آب خمرے (ریائے) گھمائے جائیں گے۔ اور انہیں  
 وہاں وہ سب کچھ ملے گا۔ جنہیں ان کی طبیعتیں چاہیں  
 گی۔ اور جن سے آنکھیں لذت اندوز ہوں گی۔ اور تم  
 اس جنت میں ہمیشہ کئے رہو گے۔ اور یہ وہ جنت  
 ہے جس کے تم اپنے نیک عملوں کی بدولت لطف  
 خداوندی وارث بنائے گئے ہو۔ تمہارے لئے اس میں  
 بہت سے پھل ہیں جن میں سے تم کھاتے رہو گے۔ یقیناً  
 متعین کے برعکس) جو بین جہنم کے عذاب میں ہمیشہ  
 کئے گرفتار ہوں گے کسی وقت بھی اس میں کمی یا  
 ناعہ نہیں ہوگا۔ اور وہ اس میں ہر خیر سے بڑی طرح  
 نا امید ہوں گے۔ اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا۔ لیکن  
 وہ خود اپنے اور ہم ظلم کرنے والے ہیں۔

سب سے بڑا انعام انعام  
 سے بڑا انعام ہے گا۔ وہ اپنے آقا و مومنین کے محبوب  
 حقینی اور اپنے اللہ جل شانہ کا دیدار فیض اللہ ہوگا  
 بلا کیفیت، بلا ادراک اور بلا تشبیہ و تمثیل رہے اپنے رب  
 تعالیٰ کے منزہ اور بے مثال حسن و جمال اور اس کے تقدس  
 و تاب دیدار سے فیض یاب ہو کر انتہائی عبادت سے  
 بہرہ مند ہوں گے۔ پس یہ خوش قسمت ہوں گے وہ  
 پاکہ باز اقیاع ہوتے مقدس و منزه پروردگار احمدی  
 قدوس کے بے مثال احوال و تجلیات سے دیدار و وحی  
 کے لئے بے حد بے پایاں نورانیت و مسرت حاصل  
 کریں گے: سبحان اللہ سبحان اللہ۔

مومن اللہ پاک سمجھنا اور اللہ کے دیدار پر انوار سے بلا بیان کیفیت مشرب ہوں گے۔ اور ان کا احاطہ علمی نہیں ہوگا۔ تفصیل و تشبیہ بھی ممکن نہیں۔

قَدْ شَرِبْنَا الْغَيْثَ بِأَذْنَانَا قَدْ شَرِبْنَا الْغَيْثَ بِأَذْنَانَا قَدْ شَرِبْنَا الْغَيْثَ بِأَذْنَانَا

جب اللہ پاک کو دیکھیں گے تو دوسری سب ہشتی نعمتیں حصول جائیں گے۔ معزز کی ناکامی و نامرادی کی کیا کہیے! اور رویت باری تعالیٰ کے چہرہ وہ منکر ہیں آج وہ اس عظیم ترین نعمت (دیدارِ رحمنِ تعالیٰ) سے محروم ہیں۔ بڑے حیران نصیب ہیں! ارشاد دیتا ہے:-

اہل ایمان کے چہرے اس دن ترقیان اور پورے ہوں گے (جو) اپنے رب کو دیکھ رہے ہوں گے۔ اور رکھار و منافقین کے (چہرے اس دن اُٹھیں اور پریشان ہوں گے) وہ دیکھیں گے کہ ان سے کون کون نے دالی سخت کارروائی کی جانتے والی ہے۔

مزم آں بعد کزین منزلی دیداری بزم راحت طاق طہیم چہے جانان بزم بہر ہوائے رخ اودرہ صفت تھیں کلاں تاب چشم نور شید درخشاں بزم امام عباد الدین بن کثیر رحمۃ اللہ علیہ انجی تفسیر جلد رابع صفحہ ۱۱۱ تحریر فرماتے ہیں:-

رکعت منہ اس دن ترقیان ہوں گے (ناظرین) فضل سے شرف ہے۔ اس کے معنی ہیں خوب صورت و بارونق تانہاں و درخشاں اور خوش و خرم اپنے رب تعالیٰ کو دیکھنے والے یعنی جسے ظہر اُور دیکھ رہے ہوں گے۔ جس طرح کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ”صحیح“ میں روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا: لَقَدْ شَرِبْنَا الْغَيْثَ بِأَذْنَانَا اللہ تعالیٰ کو آنکھوں سے کھلم کھلا دیکھنا انسانی شان طریقہ سے دیکھو گے اور دارِ آخرت رحمت عرش اور جنت میں مومنوں کا افسرِ جل شانہ کو دیکھنا صحیح احادیث میں متعدد متواتر طریقوں سے ائمہ فہم حدیث کے ہاں جن کا تو اثر مسلم ہے ثابت ہے جن کا حارفہ یا انکار ممکن نہیں۔ راکس سیکے میں، ابو سعید اور ابو ہریرہ کی وہ حدیثیں بھی ہیں جو صحیحین میں آئی ہیں۔ کہ کچھ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اکر عرض کیا کہ ہم قیامت کے دن اپنے رب تعالیٰ کو دیکھیں گے؟ آپ نے فرمایا کیا سوچ اور چاند کے دیکھنے میں جبکہ ان کے سامنے بادل وغیرہ بھی نہ ہوتے ہیں کئی وقت تک تکلیف ہوتی ہے؟ سب نے عرض کیا، نہیں آپ نے فرمایا، پس تم اس طرح رہا مزاحمت و بلا مکتف، تم اپنے رب تعالیٰ کو دیکھو گے

اللہ تعالیٰ میں جو پروردگار ہے مری ہے انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دعویٰ کے چاند کی طرف تفرار کیا کہ فرمایا لَقَدْ شَرِبْنَا الْغَيْثَ بِأَذْنَانَا کو دیکھو گے جس طرح اس جو دعویٰ کے چاند کو دیکھنے کی طرح دیکھ رہے ہو۔ سو اگر تم سے یہ ہو سکے کہ سورج نکلنے سے پہلے صبح کی نماز اور اس کے عذاب ہونے

سے پہلے عصر کی نماز (یعنی باقی نمازوں کی) خوب مانتا ہو کہ ان کی ادائیگی کے سلسلے میں کوئی دوسرا مشند تم پر غلبہ و تسلط پا کر تمہیں روک نہ سکے تو ضرور مانتا و ملاومت کرو کہ اسی سے تم کو دیدارِ الہی بظہر تعالیٰ نصیب ہوگا۔

اور صحیحین و بخاری و مسلم میں ابو موسیٰ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومنوں کے لئے جنت کے دو باغ ایسے ہوں گے جن کے اندر برتن اور باقی سامان سب ہونے کا ہوگا اور دو باغ ایسے بھی ہوں گے جن کے برتن اور دوسرا سامان سب چاندی کا ہوگا۔ اہل جنت اور دیدارِ الہی میں جنت عدن میں جس صفت عظمت و جلال اور کبریا کی نوعی جاہر مائل ہوگی۔ جو اللہ تعالیٰ کی ذاتِ گرامی و منزہ اور اس کے ”جلاور“ کے سامنے لگ رہی ہوگی۔

امام مسلم کی ”احادیث مسند“ میں مصیبت سے روایت ہے افراد مسلم وہ حدیثیں ہیں وہ بھی کہیں کہیں اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا جب اہل جنت بہشت میں داخل ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے۔ کیا تم کچھ اور بھی چاہتے ہو جو تمہیں مزید نعمت کے طور پر عطا کروں؟ جنہی عرض کریں گے اسے رب کریم عطا کرے گا آپ نے فرمایا جنت میں داخل نہیں ہونا دیا؟ کیا آپ نے جنت میں داخل نہیں فرمایا؟ اور جہنم سے تھوڑا سا دور؟ وہاں دیکھو جب یہ سب انعامات دیکھتے ہیں تو پھر اللہ عز و جل فرماتا ہے چاہتے ہو دیدار کے لئے وہ خود ادب و درخواست میں پہل نہیں کریں گے آپ نے فرمایا پس نورانی حجابِ عظمت و کبریا کی اٹھا دیا جائے گا اللہ تعالیٰ خود اٹھائیں گے سو اپنے رب کے ”دیدار پاک“ سے بڑھ کر دیا اس کے برابر کوئی بھی دوسرا چیز نہیں محبوب و مرغوب نہیں ہوگا۔ بعد وہ فرماتا ہے جو کسی عمل کے صلے میں نہیں بلکہ قصویٰ فضل و احسان سے بطور مزید نعمت و ”نعمتِ عظمیٰ“ حاصل ہوئی ہے، پھر آپ نے یہ آیت کہ تمہ پر بھی نیکو کار مومنوں کے لئے نیک اجر اور مزید برکت دیدارِ الہی ہے۔

افراد مسلم میں جاہل سے جو حدیث مروی ہے اس میں یہ الفاظ ہیں اللہ تعالیٰ مومنوں کے سامنے جلوہ افروز ہوں گے و اظہارِ رضا کے لئے ہنستے ہوئے یہ سنیں ان کی اعلیٰ شان کے مطابق ہوں گے مراد یہ ہے کہ یہ تجلی عرصات قیامت میں ہوگی پس ان احادیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مومن اپنے رب تعالیٰ کو میدانِ ہائے عشر اور باغِ ہائے جنت میں دیکھیں گے۔ اور امام احمد نے فرمایا ہم سے ابو معاویہ نے بیان کیا کہ ہم کہ عبد الملک بن ابیجر نے تیبا، ان سے یزید بن ابی فاختہ نے بیان کیا وہ

ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سے کم دین والا بہشتی دو ہزار برس کی سائنس ایک، اپنی سلطنت میں شامل دیکھ کا۔ اپنے خدا داد ملک کے بعد ترین حصوں کو قرین حصوں کی طرح بیک وقت دیکھ نظر دیکھے گا، اپنی بیویوں اور خاندانوں وغیرہ سب کو ایک ہی نظر سے دیکھ رہا ہوگا سب اس کی نظر کے تحت ہوں گے۔ اور سب اوجھے مرتبہ والا روزانہ دو مرتبہ دیدارِ الہی سے مشرف ہوگا۔ سبحان اللہ اور یہ سب یعنی دو مرتبہ باری تعالیٰ کا مومنوں کے لئے حاصل ہونا صحیح ہے اور اس امت کے سبقت حاصلین کے ہاں متفق علیہ رہے۔ جس طرح اللہ کے ائمہ اسلام اور پیشوا ان خلقِ علماء و فقیہان کے ہاں مسلم و متفق علیہ ہے۔ (ابن کثیر کی تفسیر ختم ہوئی)

اللہ تعالیٰ ہے۔ جب آپ وہاں جنت کی طرف نظر اٹھائیں گے تو بے پایاں حسیں اور اللہ تعالیٰ کا بڑا ہی وسیع ملک اور لامحدود۔ ملکیت مشاہدہ کریں گے۔ اہل جنت سبز رنگ کے نہایت اعلیٰ قیمتی باریک برشتی اور گاڑھے نہایت خوب صورت حرکت دار برشتی لباس (یا اعلیٰ جنس کے لباس) پہنے ہوئے ہوں گے۔ اور چاندی کے کنگن (اور سونے کے بچی) پہنائے گئے ہوں گے۔ اور ان کے پروردگار اللہ تعالیٰ بیک شریب پلا میں گئے۔ جو ان کے ظاہر و باطن کو بالکل صاف دیا کہ اور نورانی کرے گی۔ اس لیے بشریہ سے (یعنی دنیاوی غم سے) اس کا کوئی تعلق یا مشابہت نہیں ہے، یہ فیضِ تقدیر آراہنہ ہے اور نہایت نورانی عمل قبول کی گئی ہے۔ سبحان اللہ سبحان اللہ و عہدہ اللہ اکبر۔ اللہ اکبر۔ اللہ اکبر۔

والحمد لله الذي هدانا لهذا الذي كنا لنهتدي لولا ان هدانا الله والصلوة على النبي محمد وآله وصحبه وسلم على جميع الانبياء والمرسلين والكل وكل وصحاب كل واتباع كل وعلينا معهم برحمتك يا ارحم الراحمين۔

رَبَّنَا آمَنَّا بِمَا آتَاكَ وَرَبَّنَا آمَنَّا بِالرَّسُولِ فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا حَتَّىٰ نَسْمِعَ مِنَ الرَّسُولِ وَنَحْمَدَكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ

اللَّهُمَّ ارْحَمْنَا وَاعْظُرْنَا وَارْقِنَا مِنَ الْخَطَرِ وَحَيْثُ الْكَرِيمِ آمِينَ آمِينَ آمِينَ



کفایت وغیرت پر جہاد موصوف بودند، عقل و دانش و عقل و عمل معا کمال و قادر و مستند و در مجلس صحبت حکمت عملی و آداب معاملہ بسیار می نمودند (مرد لطیف)  
ترجمہ :- جناب اللہ صاحب میں یہاں عمرہ اور کثرت اخلاق مثلاً بہاری باریک سچ کفایت شجاری اور غیرت پر کے انداز سے پروردگار تھے۔ وہاں وہ خدا شناسی اور نیادی مجھ میں بھی بہت کمال تھے۔ چنانچہ آپ اپنی مجلس میں حکمت عملی اور آداب معاملہ کی بھی بہت تعلیم دیا کرتے تھے۔

لیکن یہ حکمت عملی عام طرز کی تھی۔ اسے عام انسانی سکے حل کرنے کے لئے سیدھا قرآن حکیم سے ملنا اور پھر عملی نتیجے پیدا کرنا خود امام صاحب کا ذاتی کمال تھا امام ولی اللہ اپنے والد کی وفات تک مطالعے اور عبادت میں مشغول رہے۔ پھر ۱۸ سالہ میں مندریس پر بیٹھے اور بارہ سال تغیر حدیث فقہاء اصول اور دینی اور عقلی علوم نہایت تحقیق کے ساتھ پڑھاتے رہے۔ اس عرصہ میں ہندوستانی سوسائٹی کا بھی گہری نظر سے مطالعہ کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کا سینہ حقائق قرآن و سنت، اسرار شریعت اور مقاصد دین کے سمجھنے کے لئے کھول دیا۔

۱۹۱۸ء میں آپ حج کے لئے حجاز تشریف لے گئے۔ اس سفر میں آپ حجاز کے مشہور عالموں سے ملے اور بعض سے آپ نے حدیث کی سند بھی حاصل کی۔ ان میں سے شیخ ابو طاهر مدنی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ پھر فرماتے تھے کہ ولی اللہ مجھے لفظوں کی سند لیتے ہیں۔ اور میں ان کے منوں کی سند لیتا ہوں۔ دوسری ایک ان بزرگوں سے فیض پانے کے بعد آپ ۱۴ رجب ۱۳۵۵ھ (۲۵ دسمبر ۱۹۳۶ء) کو جمعہ کے روز واپس دہلی پہنچے۔

**تصنیفات** آپ نے باقی عمر تعلیم و تصنیف میں بسر کی۔ آپ کی مشہور تصنیفات

حسب ذیل ہیں :-

- ۱۔ فتح الرحمن مع مقدمہ۔ ترجمہ قرآن مجید اردو میں
- ۲۔ غرر الکبیر (فارسی) اصل تفسیر پر بے نظیر رسالہ ہے۔
- ۳۔ حجتہ اللہ البالغہ۔ (عربی) علم اسرارہ میں ہے بے نظیر کتاب و جلدوں میں ہے۔
- ۴۔ سطحات (۵) جہات (فارسی) تصوف اور اخلاق میں بے نظیر رسالہ ہے۔
- ۵۔ لانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ (فارسی) صوفیاء کے طریقوں کے بیان میں ہے۔
- ۶۔ القول الجمیل (عربی) تصوف کے بیان میں ہے
- ۷۔ الطواف القدر (فارسی) تصوف کے بیان میں ہے۔
- ۸۔ تعینات الہیہ جلد اول و دوم (عربی اور فارسی)

تصوف کے متفرق مسائل کے بیان میں ہے۔

- ۱۰۔ از اللہ الخفاء (فارسی) قرن اول کے انقلاب کے حالات اس میں رسالہ مذہب فاروق اعظم بھی شامل ہے
- ۱۱۔ بدور یازدہ (عربی) حجتہ اللہ کے مصنفین عقلی انداز میں بیان کئے گئے ہیں۔
- ۱۲۔ خیر کثیر (عربی) امام صاحب کے فلسفہ عالیہ کا بیان ہے۔

آپ نے تریٹھ سال کی عمر پاکر ۱۳۱۱ھ (۱۸۹۶ء) میں وفات پائی اور شاہجہان آباد کی جنوبی جانب پرانی دہلی میں دفن ہوئے۔ اور او بود امام اعظم دین "تاریخ وفات ہوئی۔

**وفات** (۱۳۱۱ھ) میں وفات پائی اور شاہجہان آباد کی جنوبی جانب پرانی دہلی میں دفن ہوئے۔ اور او بود امام اعظم دین "تاریخ وفات ہوئی۔

**اخلاق و عادات** حضرت امام نہایت متقی اور متواضع تھے۔ علماء، طلبہ، فقرا اور نیک بندوں سے بہت محبت کرتے تھے۔ مہمان کی بڑی عزت کرتے تھے۔ حق کے ہمیشہ حامی رہتے تھے۔ اور اس بارے میں کبھی کسی کی پروا نہیں کرتے تھے۔ ہر وقت تقیم و تدبیر اور خدمت عوام میں مصروف رہتے تھے۔ آپ کا مسلک اعتدال تھا۔ اور ہندو ہی باتوں کی عقلی اور عقلی تو جہد پیش کرنے کی کوشش فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ آپ حدیث اور قرآن، فقہ اور حدیث، اخلاق اور معاشیات، تصوف اور سیاست کو جمع کرنے میں کمال رکھتے تھے۔ یہی آپ کی حکمت کی خصوصیت ہے۔

آپ نے مندرجہ ذیل اساتذہ بزرگوں سے المذاق حاصل کیا (دنیوی علوم اور حدیث شافعی کے طریقے سیکھے :-

- ۱۔ علامہ شیخ عبدالرحیم - حضرت کے والد ماجد تھے زیادہ تر علوم انہی سے حاصل کئے۔ آپ ہی کی تعلیم و تربیت اور صحبت سے قرآن حکیم کو طیفیان لغویات اور اسرار دینی سے آگاہ کر کے سمجھنے کا مکمل اور تحقیق کا ذوق پیدا ہوا۔
- ۲۔ شیخ محمد افضل سیالکوٹی - ان سے آپ نے حدیث حاصل کی اور شیخ محمد افضل نے شیخ عبداللہ بن سالم نعیمی المکی سے حاصل کی۔
- ۳۔ شیخ ابو طاهر اکریدی المدنی - یہ شیخ کبیر الایم اکریدی المدنی کے فرزند اور جہت تھے۔ حضرت امام نے ان سے صحیح بخاری اور دیگر کتب احادیث کی اطراف پڑھیں اور عقل و نقل اور کشف کے درمیان جمع کرنے کا دھڑک بکھا۔
- ۴۔ شیخ وفد اللہ المکی - یہ شیخ محمد سلیمان العزفی کے فرزند جلیل تھے۔ حضرت امام صاحب نے آپ سے موطا امام مالک پڑھی۔
- ۵۔ شیخ تاج الدین القلی - آپ مکہ معظمہ کے رہنے والے تھے حضرت امام نے آپ سے صحیح بخاری وغیرہ کی اطراف پڑھیں۔ اور موطا امام احمد اور کتاب الآثار اور منہ دارمی کا مطالعہ کیا۔

آپ کے شاگردوں کی تعداد شمار سے باہر ہے لیکن

آپ کے شاگردوں کی تعداد شمار سے باہر ہے لیکن

آپ کے شاگردوں کی تعداد شمار سے باہر ہے لیکن

پڑے رہے شاگرد حسب ذیل ہیں :-

آپ کے چاروں نامور فرزند یعنی شاہ عبدالرزاق شاہ رفیع الدین، شاہ عبدالقادر اور شاہ عبدالغنی رحمہ اللہ شاہ اسماعیل شہید ان کے علاوہ شیخ محمد عاشق دہلوی، شیخ محمد امین کشمیری اور رفیع الدین بلگرامی جو بعد میں یمن کے ایک شہر میں مستقل سکونت اختیار کر گئے کی وجہ سے زبیری کہلائے شیخ جواد اللہ ابن عبدالرحیم لاہوری شیخ محمد ابو سعید مدنی و جو شہرہ جواد حضرت سید احمد شہید کے نانائے شیخ رفیع الدین (دادا بزرگ) شیخ محمد بن ابوالفتح بلگرامی شیخ محمد عین مدنی و شیخ محمد حیات مدنی اور شیخ محمد باقر مدنی کے شیخ ہیں) اور بیہقی عصر قاضی شہداء اللہ الطہری پانڈیچہ (باقی اعداد)

## امام اعظم

(سلسلہ کے لئے ملاحظہ ہو خادم الدین (۱) و (۲) و (۳) و (۴) و (۵) و (۶) و (۷) و (۸) و (۹) و (۱۰) و (۱۱) و (۱۲) و (۱۳) و (۱۴) و (۱۵) و (۱۶) و (۱۷) و (۱۸) و (۱۹) و (۲۰) و (۲۱) و (۲۲) و (۲۳) و (۲۴) و (۲۵) و (۲۶) و (۲۷) و (۲۸) و (۲۹) و (۳۰) و (۳۱) و (۳۲) و (۳۳) و (۳۴) و (۳۵) و (۳۶) و (۳۷) و (۳۸) و (۳۹) و (۴۰) و (۴۱) و (۴۲) و (۴۳) و (۴۴) و (۴۵) و (۴۶) و (۴۷) و (۴۸) و (۴۹) و (۵۰) و (۵۱) و (۵۲) و (۵۳) و (۵۴) و (۵۵) و (۵۶) و (۵۷) و (۵۸) و (۵۹) و (۶۰) و (۶۱) و (۶۲) و (۶۳) و (۶۴) و (۶۵) و (۶۶) و (۶۷) و (۶۸) و (۶۹) و (۷۰) و (۷۱) و (۷۲) و (۷۳) و (۷۴) و (۷۵) و (۷۶) و (۷۷) و (۷۸) و (۷۹) و (۸۰) و (۸۱) و (۸۲) و (۸۳) و (۸۴) و (۸۵) و (۸۶) و (۸۷) و (۸۸) و (۸۹) و (۹۰) و (۹۱) و (۹۲) و (۹۳) و (۹۴) و (۹۵) و (۹۶) و (۹۷) و (۹۸) و (۹۹) و (۱۰۰) و (۱۰۱) و (۱۰۲) و (۱۰۳) و (۱۰۴) و (۱۰۵) و (۱۰۶) و (۱۰۷) و (۱۰۸) و (۱۰۹) و (۱۱۰) و (۱۱۱) و (۱۱۲) و (۱۱۳) و (۱۱۴) و (۱۱۵) و (۱۱۶) و (۱۱۷) و (۱۱۸) و (۱۱۹) و (۱۲۰) و (۱۲۱) و (۱۲۲) و (۱۲۳) و (۱۲۴) و (۱۲۵) و (۱۲۶) و (۱۲۷) و (۱۲۸) و (۱۲۹) و (۱۳۰) و (۱۳۱) و (۱۳۲) و (۱۳۳) و (۱۳۴) و (۱۳۵) و (۱۳۶) و (۱۳۷) و (۱۳۸) و (۱۳۹) و (۱۴۰) و (۱۴۱) و (۱۴۲) و (۱۴۳) و (۱۴۴) و (۱۴۵) و (۱۴۶) و (۱۴۷) و (۱۴۸) و (۱۴۹) و (۱۵۰) و (۱۵۱) و (۱۵۲) و (۱۵۳) و (۱۵۴) و (۱۵۵) و (۱۵۶) و (۱۵۷) و (۱۵۸) و (۱۵۹) و (۱۶۰) و (۱۶۱) و (۱۶۲) و (۱۶۳) و (۱۶۴) و (۱۶۵) و (۱۶۶) و (۱۶۷) و (۱۶۸) و (۱۶۹) و (۱۷۰) و (۱۷۱) و (۱۷۲) و (۱۷۳) و (۱۷۴) و (۱۷۵) و (۱۷۶) و (۱۷۷) و (۱۷۸) و (۱۷۹) و (۱۸۰) و (۱۸۱) و (۱۸۲) و (۱۸۳) و (۱۸۴) و (۱۸۵) و (۱۸۶) و (۱۸۷) و (۱۸۸) و (۱۸۹) و (۱۹۰) و (۱۹۱) و (۱۹۲) و (۱۹۳) و (۱۹۴) و (۱۹۵) و (۱۹۶) و (۱۹۷) و (۱۹۸) و (۱۹۹) و (۲۰۰) و (۲۰۱) و (۲۰۲) و (۲۰۳) و (۲۰۴) و (۲۰۵) و (۲۰۶) و (۲۰۷) و (۲۰۸) و (۲۰۹) و (۲۱۰) و (۲۱۱) و (۲۱۲) و (۲۱۳) و (۲۱۴) و (۲۱۵) و (۲۱۶) و (۲۱۷) و (۲۱۸) و (۲۱۹) و (۲۲۰) و (۲۲۱) و (۲۲۲) و (۲۲۳) و (۲۲۴) و (۲۲۵) و (۲۲۶) و (۲۲۷) و (۲۲۸) و (۲۲۹) و (۲۳۰) و (۲۳۱) و (۲۳۲) و (۲۳۳) و (۲۳۴) و (۲۳۵) و (۲۳۶) و (۲۳۷) و (۲۳۸) و (۲۳۹) و (۲۴۰) و (۲۴۱) و (۲۴۲) و (۲۴۳) و (۲۴۴) و (۲۴۵) و (۲۴۶) و (۲۴۷) و (۲۴۸) و (۲۴۹) و (۲۵۰) و (۲۵۱) و (۲۵۲) و (۲۵۳) و (۲۵۴) و (۲۵۵) و (۲۵۶) و (۲۵۷) و (۲۵۸) و (۲۵۹) و (۲۶۰) و (۲۶۱) و (۲۶۲) و (۲۶۳) و (۲۶۴) و (۲۶۵) و (۲۶۶) و (۲۶۷) و (۲۶۸) و (۲۶۹) و (۲۷۰) و (۲۷۱) و (۲۷۲) و (۲۷۳) و (۲۷۴) و (۲۷۵) و (۲۷۶) و (۲۷۷) و (۲۷۸) و (۲۷۹) و (۲۸۰) و (۲۸۱) و (۲۸۲) و (۲۸۳) و (۲۸۴) و (۲۸۵) و (۲۸۶) و (۲۸۷) و (۲۸۸) و (۲۸۹) و (۲۹۰) و (۲۹۱) و (۲۹۲) و (۲۹۳) و (۲۹۴) و (۲۹۵) و (۲۹۶) و (۲۹۷) و (۲۹۸) و (۲۹۹) و (۳۰۰) و (۳۰۱) و (۳۰۲) و (۳۰۳) و (۳۰۴) و (۳۰۵) و (۳۰۶) و (۳۰۷) و (۳۰۸) و (۳۰۹) و (۳۱۰) و (۳۱۱) و (۳۱۲) و (۳۱۳) و (۳۱۴) و (۳۱۵) و (۳۱۶) و (۳۱۷) و (۳۱۸) و (۳۱۹) و (۳۲۰) و (۳۲۱) و (۳۲۲) و (۳۲۳) و (۳۲۴) و (۳۲۵) و (۳۲۶) و (۳۲۷) و (۳۲۸) و (۳۲۹) و (۳۳۰) و (۳۳۱) و (۳۳۲) و (۳۳۳) و (۳۳۴) و (۳۳۵) و (۳۳۶) و (۳۳۷) و (۳۳۸) و (۳۳۹) و (۳۴۰) و (۳۴۱) و (۳۴۲) و (۳۴۳) و (۳۴۴) و (۳۴۵) و (۳۴۶) و (۳۴۷) و (۳۴۸) و (۳۴۹) و (۳۵۰) و (۳۵۱) و (۳۵۲) و (۳۵۳) و (۳۵۴) و (۳۵۵) و (۳۵۶) و (۳۵۷) و (۳۵۸) و (۳۵۹) و (۳۶۰) و (۳۶۱) و (۳۶۲) و (۳۶۳) و (۳۶۴) و (۳۶۵) و (۳۶۶) و (۳۶۷) و (۳۶۸) و (۳۶۹) و (۳۷۰) و (۳۷۱) و (۳۷۲) و (۳۷۳) و (۳۷۴) و (۳۷۵) و (۳۷۶) و (۳۷۷) و (۳۷۸) و (۳۷۹) و (۳۸۰) و (۳۸۱) و (۳۸۲) و (۳۸۳) و (۳۸۴) و (۳۸۵) و (۳۸۶) و (۳۸۷) و (۳۸۸) و (۳۸۹) و (۳۹۰) و (۳۹۱) و (۳۹۲) و (۳۹۳) و (۳۹۴) و (۳۹۵) و (۳۹۶) و (۳۹۷) و (۳۹۸) و (۳۹۹) و (۴۰۰) و (۴۰۱) و (۴۰۲) و (۴۰۳) و (۴۰۴) و (۴۰۵) و (۴۰۶) و (۴۰۷) و (۴۰۸) و (۴۰۹) و (۴۱۰) و (۴۱۱) و (۴۱۲) و (۴۱۳) و (۴۱۴) و (۴۱۵) و (۴۱۶) و (۴۱۷) و (۴۱۸) و (۴۱۹) و (۴۲۰) و (۴۲۱) و (۴۲۲) و (۴۲۳) و (۴۲۴) و (۴۲۵) و (۴۲۶) و (۴۲۷) و (۴۲۸) و (۴۲۹) و (۴۳۰) و (۴۳۱) و (۴۳۲) و (۴۳۳) و (۴۳۴) و (۴۳۵) و (۴۳۶) و (۴۳۷) و (۴۳۸) و (۴۳۹) و (۴۴۰) و (۴۴۱) و (۴۴۲) و (۴۴۳) و (۴۴۴) و (۴۴۵) و (۴۴۶) و (۴۴۷) و (۴۴۸) و (۴۴۹) و (۴۵۰) و (۴۵۱) و (۴۵۲) و (۴۵۳) و (۴۵۴) و (۴۵۵) و (۴۵۶) و (۴۵۷) و (۴۵۸) و (۴۵۹) و (۴۶۰) و (۴۶۱) و (۴۶۲) و (۴۶۳) و (۴۶۴) و (۴۶۵) و (۴۶۶) و (۴۶۷) و (۴۶۸) و (۴۶۹) و (۴۷۰) و (۴۷۱) و (۴۷۲) و (۴۷۳) و (۴۷۴) و (۴۷۵) و (۴۷۶) و (۴۷۷) و (۴۷۸) و (۴۷۹) و (۴۸۰) و (۴۸۱) و (۴۸۲) و (۴۸۳) و (۴۸۴) و (۴۸۵) و (۴۸۶) و (۴۸۷) و (۴۸۸) و (۴۸۹) و (۴۹۰) و (۴۹۱) و (۴۹۲) و (۴۹۳) و (۴۹۴) و (۴۹۵) و (۴۹۶) و (۴۹۷) و (۴۹۸) و (۴۹۹) و (۵۰۰) و (۵۰۱) و (۵۰۲) و (۵۰۳) و (۵۰۴) و (۵۰۵) و (۵۰۶) و (۵۰۷) و (۵۰۸) و (۵۰۹) و (۵۱۰) و (۵۱۱) و (۵۱۲) و (۵۱۳) و (۵۱۴) و (۵۱۵) و (۵۱۶) و (۵۱۷) و (۵۱۸) و (۵۱۹) و (۵۲۰) و (۵۲۱) و (۵۲۲) و (۵۲۳) و (۵۲۴) و (۵۲۵) و (۵۲۶) و (۵۲۷) و (۵۲۸) و (۵۲۹) و (۵۳۰) و (۵۳۱) و (۵۳۲) و (۵۳۳) و (۵۳۴) و (۵۳۵) و (۵۳۶) و (۵۳۷) و (۵۳۸) و (۵۳۹) و (۵۴۰) و (۵۴۱) و (۵۴۲) و (۵۴۳) و (۵۴۴) و (۵۴۵) و (۵۴۶) و (۵۴۷) و (۵۴۸) و (۵۴۹) و (۵۵۰) و (۵۵۱) و (۵۵۲) و (۵۵۳) و (۵۵۴) و (۵۵۵) و (۵۵۶) و (۵۵۷) و (۵۵۸) و (۵۵۹) و (۵۶۰) و (۵۶۱) و (۵۶۲) و (۵۶۳) و (۵۶۴) و (۵۶۵) و (۵۶۶) و (۵۶۷) و (۵۶۸) و (۵۶۹) و (۵۷۰) و (۵۷۱) و (۵۷۲) و (۵۷۳) و (۵۷۴) و (۵۷۵) و (۵۷۶) و (۵۷۷) و (۵۷۸) و (۵۷۹) و (۵۸۰) و (۵۸۱) و (۵۸۲) و (۵۸۳) و (۵۸۴) و (۵۸۵) و (۵۸۶) و (۵۸۷) و (۵۸۸) و (۵۸۹) و (۵۹۰) و (۵۹۱) و (۵۹۲) و (۵۹۳) و (۵۹۴) و (۵۹۵) و (۵۹۶) و (۵۹۷) و (۵۹۸) و (۵۹۹) و (۶۰۰) و (۶۰۱) و (۶۰۲) و (۶۰۳) و (۶۰۴) و (۶۰۵) و (۶۰۶) و (۶۰۷) و (۶۰۸) و (۶۰۹) و (۶۱۰) و (۶۱۱) و (۶۱۲) و (۶۱۳) و (۶۱۴) و (۶۱۵) و (۶۱۶) و (۶۱۷) و (۶۱۸) و (۶۱۹) و (۶۲۰) و (۶۲۱) و (۶۲۲) و (۶۲۳) و (۶۲۴) و (۶۲۵) و (۶۲۶) و (۶۲۷) و (۶۲۸) و (۶۲۹) و (۶۳۰) و (۶۳۱) و (۶۳۲) و (۶۳۳) و (۶۳۴) و (۶۳۵) و (۶۳۶) و (۶۳۷) و (۶۳۸) و (۶۳۹) و (۶۴۰) و (۶۴۱) و (۶۴۲) و (۶۴۳) و (۶۴۴) و (۶۴۵) و (۶۴۶) و (۶۴۷) و (۶۴۸) و (۶۴۹) و (۶۵۰) و (۶۵۱) و (۶۵۲) و (۶۵۳) و (۶۵۴) و (۶۵۵) و (۶۵۶) و (۶۵۷) و (۶۵۸) و (۶۵۹) و (۶۶۰) و (۶۶۱) و (۶۶۲) و (۶۶۳) و (۶۶۴) و (۶۶۵) و (۶۶۶) و (۶۶۷) و (۶۶۸) و (۶۶۹) و (۶۷۰) و (۶۷۱) و (۶۷۲) و (۶۷۳) و (۶۷۴) و (۶۷۵) و (۶۷۶) و (۶۷۷) و (۶۷۸) و (۶۷۹) و (۶۸۰) و (۶۸۱) و (۶۸۲) و (۶۸۳) و (۶۸۴) و (۶۸۵) و (۶۸۶) و (۶۸۷) و (۶۸۸) و (۶۸۹) و (۶۹۰) و (۶۹۱) و (۶۹۲) و (۶۹۳) و (۶۹۴) و (۶۹۵) و (۶۹۶) و (۶۹۷) و (۶۹۸) و (۶۹۹) و (۷۰۰) و (۷۰۱) و (۷۰۲) و (۷۰۳) و (۷۰۴) و (۷۰۵) و (۷۰۶) و (۷۰۷) و (۷۰۸) و (۷۰۹) و (۷۱۰) و (۷۱۱) و (۷۱۲) و (۷۱۳) و (۷۱۴) و (۷۱۵) و (۷۱۶) و (۷۱۷) و (۷۱۸) و (۷۱۹) و (۷۲۰) و (۷۲۱) و (۷۲۲) و (۷۲۳) و (۷۲۴) و (۷۲۵) و (۷۲۶) و (۷۲۷) و (۷۲۸) و (۷۲۹) و (۷۳۰) و (۷۳۱) و (۷۳۲) و (۷۳۳) و (۷۳۴) و (۷۳۵) و (۷۳۶) و (۷۳۷) و (۷۳۸) و (۷۳۹) و (۷۴۰) و (۷۴۱) و (۷۴۲) و (۷۴۳) و (۷۴۴) و (۷۴۵) و (۷۴۶) و (۷۴۷) و (۷۴۸) و (۷۴۹) و (۷۵۰) و (۷۵۱) و (۷۵۲) و (۷۵۳) و (۷۵۴) و (۷۵۵) و (۷۵۶) و (۷۵۷) و (۷۵۸) و (۷۵۹) و (۷۶۰) و (۷۶۱) و (۷۶۲) و (۷۶۳) و (۷۶۴) و (۷۶۵) و (۷۶۶) و (۷۶۷) و (۷۶۸) و (۷۶۹) و (۷۷۰) و (۷۷۱) و (۷۷۲) و (۷۷۳) و (۷۷۴) و (۷۷۵) و (۷۷۶) و (۷۷۷) و (۷۷۸) و (۷۷۹) و (۷۸۰) و (۷۸۱) و (۷۸۲) و (۷۸۳) و (۷۸۴) و (۷۸۵) و (۷۸۶) و (۷۸۷) و (۷۸۸) و (۷۸۹) و (۷۹۰) و (۷۹۱) و (۷۹۲) و (۷۹۳) و (۷۹۴) و (۷۹۵) و (۷۹۶) و (۷۹۷) و (۷۹۸) و (۷۹۹) و (۸۰۰) و (۸۰۱) و (۸۰۲) و (۸۰۳) و (۸۰۴) و (۸۰۵) و (۸۰۶) و (۸۰۷) و (۸۰۸) و (۸۰۹) و (۸۱۰) و (۸۱۱) و (۸۱۲) و (۸۱۳) و (۸۱۴) و (۸۱۵) و (۸۱۶) و (۸۱۷) و (۸۱۸) و (۸۱۹) و (۸۲۰) و (۸۲۱) و (۸۲۲) و (۸۲۳) و (۸۲۴) و (۸۲۵) و (۸۲۶) و (۸۲۷) و (۸۲۸) و (۸۲۹) و (۸۳۰) و (۸۳۱) و (۸۳۲) و (۸۳۳) و (۸۳۴) و (۸۳۵) و (۸۳۶) و (۸۳۷) و (۸۳۸) و (۸۳۹) و (۸۴۰) و (۸۴۱) و (۸۴۲) و (۸۴۳) و (۸۴۴) و (۸۴۵) و (۸۴۶) و (۸۴۷) و (۸۴۸) و (۸۴۹) و (۸۵۰) و (۸۵۱) و (۸۵۲) و (۸۵۳) و (۸۵۴) و (۸۵۵) و (۸۵۶) و (۸۵۷) و (۸۵۸) و (۸۵۹) و (۸۶۰) و (۸۶۱) و (۸۶۲) و (۸۶۳) و (۸۶۴) و (۸۶۵) و (۸۶۶) و (۸۶۷) و (۸۶۸) و (۸۶۹) و (۸۷۰) و (۸۷۱) و (۸۷۲) و (۸۷۳) و (۸۷۴) و (۸۷۵) و (۸۷۶) و (۸۷۷) و (۸۷۸) و (۸۷۹) و (۸۸۰) و (۸۸۱) و (۸۸۲) و (۸۸۳) و (۸۸۴) و (۸۸۵) و (۸۸۶) و (۸۸۷) و (۸۸۸) و (۸۸۹) و (۸۹۰) و (۸۹۱) و (۸۹۲) و (۸۹۳) و (۸۹۴) و (۸۹۵) و (۸۹۶) و (۸۹۷) و (۸۹۸) و (۸۹۹) و (۹۰۰) و (۹۰۱) و (۹۰۲) و (۹۰۳) و (۹۰۴) و (۹۰۵) و (۹۰۶) و (۹۰۷) و (۹۰۸) و (۹۰۹) و (۹۱۰) و (۹۱۱) و (۹۱۲) و (۹۱۳) و (۹۱۴) و (۹۱۵) و (۹۱۶) و (۹۱۷) و (۹۱۸) و (۹۱۹) و (۹۲۰) و (۹۲۱) و (۹۲۲) و (۹۲۳) و (۹۲۴) و (۹۲۵) و (۹۲۶) و (۹۲۷) و (۹۲۸) و (۹۲۹) و (۹۳۰) و (۹۳۱) و (۹۳۲) و (۹۳۳) و (۹۳۴) و (۹۳۵) و (۹۳۶) و (۹۳۷) و (۹۳۸) و (۹۳۹) و (۹۴۰) و (۹۴۱) و (۹۴۲) و (۹۴۳) و (۹۴۴) و (۹۴۵) و (۹۴۶) و (۹۴۷) و (۹۴۸) و (۹۴۹) و (۹۵۰) و (۹۵۱) و (۹۵۲) و (۹۵۳) و (۹۵۴) و (۹۵۵) و (۹۵۶) و (۹۵۷) و (۹۵۸) و (۹۵۹) و (۹۶۰) و (۹۶۱) و (۹۶۲) و (۹۶۳) و (۹۶۴) و (۹۶۵) و (۹۶۶) و (۹۶۷) و (۹۶۸) و (۹۶۹) و (۹۷۰) و (۹۷۱) و (۹۷۲) و (۹۷۳) و (۹۷۴) و (۹۷۵) و (۹۷۶) و (۹۷۷) و (۹۷۸) و (۹۷۹) و (۹۸۰) و (۹۸۱) و (۹۸۲) و (۹۸۳) و (۹۸۴) و (۹۸۵) و (۹۸۶) و (۹۸۷) و (۹۸۸) و (۹۸۹) و (۹۹۰) و (۹۹۱) و (۹۹۲) و (۹۹۳) و (۹۹۴) و (۹۹۵) و (۹۹۶) و (۹۹۷) و (۹۹۸) و (۹۹۹) و (۱۰۰۰) و (۱۰۰۱) و (۱۰۰۲) و (۱۰۰۳) و (۱۰۰۴) و (۱۰۰۵) و (۱۰۰۶) و (۱۰۰۷) و (۱۰۰۸) و (۱۰۰۹) و (۱۰۱۰) و (۱۰۱۱) و (۱۰۱۲) و (۱۰۱۳) و (۱۰۱۴) و (۱۰۱۵) و (۱۰۱۶) و (۱۰۱۷) و (۱۰۱۸) و (۱۰۱۹) و (۱۰۲۰) و (۱۰۲۱) و (۱۰۲۲) و (۱۰۲۳) و (۱۰۲۴) و (۱۰۲۵) و (۱۰۲۶) و (۱۰۲۷) و (۱۰۲۸) و (۱۰۲۹) و (۱۰۳۰) و (۱۰۳۱) و (۱۰۳۲) و (۱۰۳۳) و (۱۰۳۴) و (۱۰۳۵) و (۱۰۳۶) و (۱۰۳۷) و (۱۰۳۸) و (۱۰۳۹) و (۱۰۴۰) و (۱۰۴۱) و (۱۰۴۲) و (۱۰۴۳) و (۱۰۴۴) و (۱۰۴۵) و (۱۰۴۶) و (۱۰۴۷) و (۱۰۴۸) و (۱۰۴۹) و (۱۰۵۰) و (۱۰۵۱) و (۱۰۵۲) و (۱۰۵۳) و (۱۰۵۴) و (۱۰۵۵) و (۱۰۵۶) و (۱۰۵۷) و (۱۰۵۸) و (۱۰۵۹) و (۱۰۶۰) و (۱۰۶۱) و (۱۰۶۲) و (۱۰۶۳) و (۱۰۶۴) و (۱۰۶۵) و (۱۰۶۶) و (۱۰۶۷) و (۱۰۶۸) و (۱۰۶۹) و (۱۰۷۰) و (۱۰۷۱) و (۱۰۷۲) و (۱۰۷۳)

# رباعیت

(از حق پرست)

پیرا ہن گر چاک ہو جاتا ہے  
افس سرس ہلاک ہو جاتا ہے  
مسلم کے لیے عجب نعمت نماز  
سرخاک پر رکھ کے پاک ہو جاتا ہے

(۲)

خالق نے جنہیں دیا ہے زردیتیں  
زرد کیا ہے خدا کی راہ میں گھڑتے ہیں  
اپنا سراپہ ہے رکوع و سجود  
سامان نہیں رکھتے ہیں سر دیتے ہیں

(۳)

ہر دم اس کی عنایت تازہ ہے  
اس کی رحمت بغیر اندازہ ہے  
جتنا ممکن ہو کھٹکھٹاتے جاؤ!  
پر دست دعا۔ خدا کا دروازہ ہے

## قطعہ

مشورے ہیں مرے مٹانے کے  
حوصلے دیکھنا! زمانے کے  
دست سیادیں ملے، اکثر  
تنکے بھل کے آشیانے کے

کند ہم جنس با ہم جنس پرواز  
کبوتر با کبوتر باز با باز  
بعض بد نصیب شیرانوار دروازے سے چل کر سینما  
جاتے ہیں۔ بعض اللہ کے بندے چار پانچ میل  
سے ذکر کے لئے آتے ہیں۔ الموعود من حب  
یہ اللہ کا فضل ہے۔ جس کو چاہتا ہے اپنے  
دروازہ پر بلاتا ہے۔ جس کو چاہے دودھ پٹ  
دیتا ہے۔ یہ نہ کہو کہ چودھری مسجد میں نہیں آتا۔  
بلکہ یہ کہو کہ اللہ ان کو نہیں بلاتا۔ اللہ والوں کو  
گناہوں کی پو آتی ہے۔ میںنا حبیب الرحمن  
صاحب لودھیانوی کے پیر کسی زمانہ میں حضرت  
خواجہ احمد غزالی تھے۔ وہ ایک دفعہ لودھیانہ  
تشریف لائے۔ مغرب کی نماز کے بعد مسجد میں  
تشریف فرما تھے۔ بہت سے لوگ موجود تھے،  
کہ اچانک فرمانے لگے سب کو نکال دو۔ زنا کی پو  
آتی ہے۔ وہ اس مرض کے مریض کی تعبیر  
بھی کر سکتے تھے۔ مگر وہ اللہ کی صفت ستاری  
سے متصف ہوتے ہیں۔ اس لیے کسی کا راز  
فاش نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ اللہ والوں کو یہ  
کمال عطا فرماتا ہے۔ اگر پیشاب کے قطرے  
پیدا شدہ انسانوں کو گناہوں کی پو آتی ہے تو  
اللہ تعالیٰ نے کو کس طرح حرام خوروں سے بوند  
آتی ہوگی۔ اس لیے وہ ان کو اپنے دروازے  
سے نکال دیتا ہے جس طرح جہان ممت بڑھ چکے تے علاج کرنے  
والے موجود ہیں۔ اسی طرح روحانی صحت کے علاج بھی موجود  
ہیں، ان کی صحت میں صحت کی مجال تو آتی ہے وہ ملائکہ ہیں  
وہ جو نسخہ بتاتیں بہت اچھا کہتا جائے اور کام  
کرتا جائے۔ انشاء اللہ صحت روحانی بحال ہو جائیگی۔  
اللہ تعالیٰ نے گھر گھر قرآن پہنچا دیا ہے سنا  
سے وہ قیامت کے دن پوچھے گا کہ اس کو پوسہ  
کر دیکھا تھا۔ اگر نہیں پڑھا تو تصور کس کا ہے؟

## بقیہ مجلس ذکر (۷۷ سے آگے)

ہوتا ہے۔ اور اس کا رنگ سو فیائے عظام چڑھتے  
ہیں۔ مثلاً ایک شخص شیخ کے پاس آکر کہتا ہے کہ  
اللہ اللہ کرنے اور نماز پڑھنے کو میرا دلی ہنسا چاہتا  
ہے میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کر فی چاہتا ہوں۔  
بیعت کے بعد شیخ پوچھ گیا کہ بڑا تمہارا ذریعہ  
معامل کیا ہے۔ وہ عرض کرتا ہے کہ میں پولیس کا  
سیاہی ہوں۔ اس کے بعد شیخ دریا منت فرمایا  
کہ تیرا کیا لائق ہے اور بالائی آدمی کتنی ہے۔ وہ عرض کرتا  
ہے کہ تنخواہ بعد از دس مہینے 75 روپیہ ہے اللہ بالائی  
آدمی مہینے ۱۵۰ روپیہ ہے۔ شیخ ایک طرحت استغفار  
پڑھوائے گا۔ اور دوسرا دن حرام خوروں کی سنگسار دیکھا الہی میں دعا  
کرے گا۔ کہ اے اللہ تیرے ایک بھوئے  
بھٹکے بندے کو میں نے تیرے دروازے پر  
ہاتھ رکھا کیا۔ تو اس کو اپنی رحمت سے نوازا۔  
انشاء اللہ بیڑا پار ہو جائے گا۔ پہلے حرام کھاتا  
تھا۔ تو اللہ تعالیٰ کو پو آتی تھی۔ اب حرام  
چھوڑ کر استغفار پڑھنے لگا ہے تو اللہ تعالیٰ  
نے قبول فرمایا ہے۔ اور اس کے فضل و کرم  
سے اللہ کے دروازہ پر آنے کی توفیق مل  
گئی ہے۔ اب شیخ کے حیدرانت فرمانے پر عرض  
کرتا ہے کہ حضرت اب تو مسجد سے نکلنے کو دل  
ہی نہیں چاہتا۔

مسلمان نے دو پروگرام بنائے ہیں ایک  
کے خدایہ دنیا میں عزت حاصل کرنی ہے اللہ  
دوسرے پر عمل کر کے اپنے آپ کو آخرت  
میں نجات کا مستحق بنانا ہے۔ اے مسلمان  
تیرا سہلو سکھ۔ انگریز والا پروگرام نہیں ہے  
تو اگر حلال کا رزق کھائے گا تو تیری صحت  
روحانی بحال رہے گی۔

## بقیہ خطبہ :- (بہتر بننے کی کوشش کیجئے)

رکھ کر اسی کی عبادت کر۔ خبردار غاص فرمانبردار  
اللہ ہی کے پیے ہے۔

### اخلاص

کا یہ مطلب ہے کہ ہر کام میں اللہ تعالیٰ کو راضی  
کرنا پیش نظر ہو۔ اور دوسروں کو راضی کرنے  
کا خیال نفی کر دیا جائے۔

اللہم اجعلنا خیار عباد تک  
آمین یا اللہ العظیم

خط و کتابت کرتے وقت اپنا پتہ صاف  
و خوشنود لکھیں۔

ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کی۔ یا رسول اللہ  
چھوٹا شرک کیا چیز ہے:-

آپ نے فرمایا۔ ریا۔

یعنی جس کام میں محض اللہ تعالیٰ کی رضا پیش نظر  
ہوتی چاہتی تھی۔ اس میں لوگوں کا دکھلاوا پیش نظر  
رکھا یا جائے۔

### عبادت میں اخلاص شرط ہے

قرآن تعالیٰ (فاحمد اللہ مخلصا للدين) اللہ اللہ  
الخالص) والا یہ سورۃ الزمر رکوع ۱۱ پارہ ۱۳  
(ترجمہ) پس تو خالص اللہ ہی کی فرمانبرداری نظر



# حیاتِ اجتماعی میں عورت کی حیثیت

## قرآن حکیم کی روشنی میں

(۴) از خواجہ عبد الوحید کراچی

ان حالات میں عورتوں کی ایک ذمہ داری تھی کہ وہ اپنے شوہر و بچوں کو دیکھ کر کہیں کہیں عورتوں کے لیے زندگی بسر کرنے کے لیے رہنے کھانے پینے کے لیے وغیرہ کے گھروں میں رہتی رہتی نہ رہے۔

(ب) ایک ایسا طبقہ عورتوں کا پیدا ہو جائے جو صنعتی تقاضوں اور معاشی مصائب سے مجبور ہو کر صنعت فروشی کو زندگی کا پیشہ بنائے۔ جیسا کہ ان قوموں میں ہمیشہ ہوتا آیا ہے۔ جن میں تھوڑا سا عورتوں کا رواج مذہب سمجھا جاتا ہے۔

(ج) ایک ایک مرد کو اجازت دے دی جائے کہ وہ ایک سے زیادہ عورتوں کو اپنے گھر میں لے آئے اور یوں ان فاضل عورتوں کی ضروریات زندگی کی کفایت بھی ہو جائے اور ان کی فطرت کے صنعتی تقاضے بھی پورے ہو جائیں اور ساتھ ہی وہ قوم کی آبادی کے بڑھانے میں حصہ بھی لے سکیں۔

نہاں ہے کہ کوئی صیغہ الباطن انسانی تیسری صورت کے سوا اور کسی صورت کو برداشت نہیں کر سکتا۔ اسلام نے اسی تیسری صورت کو قانونی حیثیت عطا کر دی ہے یہاں یہ حقیقت یہ نظر رہنی چاہئے کہ ایک مرد کے گھر میں دو تین یا چار عورتیں سب کی سب قوم کی آبادی کو بڑھانے کے لیے بچے پیدا کر سکتی ہیں ایک عورت اگر متعدد مردوں کے گھر میں رہے تو قوم کی آبادی میں کوئی اضافہ نہیں ہو سکتا۔

لیکن اس سلسلہ میں یہ امر نظر انداز نہ کرنا چاہئے کہ عورتوں کے ازدواج کا حکم اس شرط کے ساتھ مشروط ہے کہ تمام ازدواج میں انصاف ملحوظ رکھا جائے۔

فانی خفتم الا فضل لہا فواحداً (النساء رکوع ۱۷) اگر تمہیں یہ اندیشہ ہو کہ تم ازدواج میں انصاف ملحوظ نہ رکھ سکو گے تو تمہیں ایک بیوی پر اکتفا کرنا چاہئے۔

پھر اس کے ساتھ ہی یہ بھی تاکید کر دی گئی ہے کہ ایک بیوی کی طرف اتنا نہ جھک جائے کہ دوسری کو مٹا دے۔

فلا تمیلوا کل المیل نساء و ہا

کا المعلقۃ (النساء رکوع ۱۷)

دو قوم بالکل ایک ہی طرف نہ ٹھہر جائیں

اس کو ایسا کر دو کہ آدھ میں ملتی ہیں

بہر حال وقت عورتیں اپنی اور بچیاں سر سے چھو رہی ہیں۔ جس سے ایک طرح کا گھٹکٹ سا محسوس ہوتا ہے۔ اور چہرہ پر غموں کی نظر نہ پڑنے پڑے۔ اور ہوں دیکھنے والے یہ سمجھیں کہ ایک خلیفہ عورت چاہی ہے اور کوئی اس کی طرف نگاہ بد ڈالنے کی ہمت ہی نہ کر سکے۔

ان الفاظ سے یہ صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ شریف گھرانے کی شریف عورت جب بازار میں نکلتی تو اس کی وضع سے لوگ یہ جان لیں کہ ایک شریف عورت جا رہی ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ شریف عورتوں کی وضع بازاری اور صنعت فروشی عورتوں سے مختلف ہونی چاہئے۔ اور انھیں ہر بات سے پرہیز کرنا چاہئے۔ جو بازاری عورتوں کی شیوہ بن چکی ہو۔

یہاں ایک لطیف نکتہ قابل غور ہے اور یہی آیت میں ذالک ادنیٰ ان لیسوا فلا یوزین۔

کننے کے بعد ارشاد ہوتا ہے۔

وکان اللہ عفوہا راجحاً

یعنی اللہ تعالیٰ بخشنے والا ہر حال میں ہے۔ ان الفاظ کا اضافہ کیا معنی رکھتا ہے۔ یہی کہ مرد اور چہرہ ڈھانکنے میں بلا قصد اگر کمی یا بے احتیاطی ہو جائے تو اللہ تعالیٰ وہ معاف فرمائے گا۔ کیونکہ وہ بخشنے والا ہر حال میں ہے۔ اب عورتوں کے متعلق صرف دو خاص باتوں کا ذکر باقی رہ گیا ہے۔

## اول تعداد ازدواج

تعداد ازدواج کا مسئلہ عورتوں کے بارے میں ایک معرکہ الامر مسئلہ ہے۔ لیکن اگر اس مسئلہ پر قوم و ملت کے مفاد کے نقطہ نگاہ سے غور کیا جائے تو اسلام کا قانون اس بارے میں ثابت معقول اور معتدل ثابت ہوگا۔

سب سے پہلے تعداد ازدواج کے متعلق یہ امر قابل غور ہے کہ اس کا حکم کن وجوہ کی بنا پر دیا گیا۔ اس کی متعدد وجوہات ہیں۔ مختصراً صرف ایک وجہ درج ذیل ہے) ایک قوم جسے دنیا میں اچھی سچی کو قائم و برقرار رکھنا ہے اسے دوسری قوموں سے برسرِ بیکار رہنا پڑے گا اور ظاہر ہے کہ مسلسل جنگوں سے مردوں کی تعداد میں کمی ہوگی اور عورتوں کی تعداد میں نسبتاً اضافہ واقع ہوگا

دوم شہادت اور وراثت شہادت اور وراثت کے معاملہ میں عورت کی حیثیت قرآن حکیم نے مرد سے کسی قدم کم رکھی ہے۔ شہادت کے معاملہ میں ایک مرد کے مقابلہ میں دو عورتوں کی گواہی ضروری ہے۔ اور اس کی وجہ خود قرآن حکیم نے یہ بتا دی ہے کہ اگر ایک عورت بھول جائے تو دوسری اس کو یاد دلائی کر سکے۔

واستشهدوا شہیدین من ذوالکمال فان لم یکنوا رجلین فرجل و امرأتین ممن ترضون من الذل و ان الفضل احداً علیما فتنکر احدیہما الاخری (سورۃ البقرہ رکوع ۱۱) اور دو شخصوں کو اپنے مردوں میں سے گواہ دیجیے اگر بیکار نہ ہو۔ پھر اگر مرد گواہ ہو دیتا ہے نہ جوں تو ایک مرد اور دو عورتیں (گواہ) بنائی جائیں۔ ایسے گواہوں میں سے جو کو تم پسند کرنے پر تاکہ ان دونوں عورتوں میں سے کوئی ایک بھی بھول جائے تو دوسری اس کو یاد دلائے) ایسے ہی وراثت کے معاملہ میں مرد کا حصہ عورت کے حصہ کا رکھا گیا ہے۔

لذا کو مثل حظ الانثیین (النساء رکوع ۷) مرد کے کا حصہ دو عورتوں کے حصہ کے برابر ہے۔

اور اس کی وجہ ظاہر ہے مرد شادی کر کے ایک عورت کو اپنے گھر لاتا ہے اور اس کے اخراجات کا کفیل ہوتا ہے عورت دوسرے گھر میں جاتی ہے اور اس کے اخراجات کا کفیل شوہر ہوتا ہے۔ لہذا مرد کی ضروریات عورت کی ضروریات سے زیادہ ہوتی ہیں اور اس لیے وراثت میں مرد کو عورت سے دو چند حصہ دیا گیا۔

## صنعتی کشمکش کے نتائج

آخر میں ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ اگر اسلام کی تعلیم کو قوم کی صنعتی زندگی سے خارج کر دیا جائے تو سوسائٹی کے نظام پر اس کا کیا اثر مرتب ہوگا۔

آج مغرب میں اور مغرب کے زیر اثر مشرق میں بھی عورت اپنے دائرہ عمل سے باہر نکل کر قومی زندگی کے مختلف شعبوں میں مرد کے درجہ میں پیش قدمی کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ لیکن آئیے دیکھیں کہ عورت کی اس نام نہاد آزادی کا اثر قومی زندگی پر کیا ہو رہا ہے اس سلسلہ میں سب سے پہلے یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ عورت جس قدر چاہے ترقی کر سکتی ہے۔ لیکن اس کی ترقی اس صورت میں صحیح ترقی ہوگی جب کہ وہ عورت رہ کر ترقی کرے۔ اس لیے کہ وہ مرد تو کسی طرح بن نہیں سکتی۔ البتہ اس بے ہودہ کوشش میں اپنی شہادت کھو سکتی ہے۔

اگر عورت اپنا فرض منصبی جس کے لیے قدرت نے اسے مناسب جسمانی ساخت اور ذہنی قوی عطا کئے ہیں

ترک کر دے تو وہ اپنی زندگی کی سب سے بڑی اندیشہ  
خوشی سے محروم رہ جائے گی۔ یعنی اپنی گود میں بچہ نہ دیکھ  
سکے گی۔ اس کے علاوہ یہ حقیقت بھی نظر انداز نہیں کی  
جاسکتی کہ عورت کی سیرت کا اصل کمال بحیثیت ماں کے طور  
پذیر ہوتا ہے۔ اور اس لئے اگر کوئی عورت نکاح نہیں کرتی  
تو وہ اپنی سیرت کے سبب سے عظیم الشان ہیرو کے  
تکمیل پانے کے امکانات کو ناممکن بنا دیتی ہے۔ عورت  
کا بلند ترین مقام (ماں بننے کا) اس کے لئے ناقابل حصول  
ہو جائے گا۔ OSWALD SCHWARTZ  
اپنی کتاب PSYCHOLOGY OF SEX  
میں لکھتے ہیں۔

عورت کے جسم کا بیشتر حصہ افزائش نسل کے  
لیے بنا ہے۔ اور اگر عورت اپنی طبعی اور  
ذہنی ساخت کی اس تکمیل سے محروم کر دی  
جائے تو وہ مرجھا جاتی ہے۔ لیکن ماں بننے  
پر وہ ایک نیا روحانی جن حاصل کرتی ہے  
جو اس نقصان کی (جو بچے کی وجہ سے  
اسے اٹھانا پڑے) بہت زیادہ ملگانی  
کر دیتا ہے۔

اسی کتاب میں ایک اور جگہ وہ لکھتے ہیں۔  
ہمارے جسم کا ہر حصہ اپنا کام کرنا چاہتا  
ہے۔ اور اگر اسے ایسا کرنے سے روک  
دیا جائے تو جسم کا تمام توازن بگڑ جاتا ہے  
اسی طرح ایک عورت اپنی گود میں ایک  
بچہ دیکھنا چاہتی ہے۔ اس لیے نہیں کہ اس  
کی امیتا کا یہ تقاضا ہے یا وہ کسی ایسے  
اخلاقی دباؤ سے متاثر ہے جو باہر سے اس  
پر اثر انداز ہو رہا ہے۔ بلکہ اس لیے کہ  
اس کے تمام جسم کی ساخت بچہ پیدا کرنے  
کے لیے ہوئی ہے اور اگر اس جسم کو اس  
طبعی خواہش کی تکمیل سے محروم کر دیا جائے  
تو اس کی تمام شخصیت اس سے بڑی  
طرح متاثر ہوتی ہے۔

اگر عورت گھر سے باہر قومی زندگی کے مختلف  
شعبوں میں انہماک دکھائے گی تو اپنے اصلی دائرہ میں  
گھر کی ناک اور مرد کی رفیقہ حیات بننے کی صلاحیت  
اس سے چھین جائے گی اور یوں آئندہ نسلوں کی  
پیدائش اور صحیح نشوونما معرض خطر میں پڑ جائے گی۔  
مشہور انگریزی روزنامہ STATES MAN  
میں ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ خاتون (نائبہ دیوی) نے طوطا  
ہیں :-

”بہی تعلیم (جیسا کہ لوگوں اندر کالجوں میں آج  
کل دی جاتی ہے) کالج کی بڑھی ہوئی  
اوسط درجہ کی ایک لڑکی کی اس اصلی  
قدر و قیمت کو گرا دیتی ہے جو اسے مرد  
کی رفیقہ حیات کی حیثیت سے حاصل ہونی  
چاہئے۔ تعلیم یا نہ ہو ہی کو جو بیشتر کتابوں

کا کٹرا ہوتی ہے۔ جب خانہ داری کا کام بار  
جلانا پڑتا ہے تو وہ اکثر ناکام رہتی ہے۔  
اس حقیقت کو اب زیادہ سے زیادہ شہرت کے ساتھ  
محسوس کیا جا رہا ہے۔ اور مغربی مفکرین ہر روز زیادہ سے  
زیادہ مؤثر طریق سے ان پرانے خیالات کی تردید کر رہے  
ہیں۔ جن کی رو سے مرد اور عورت کو ایک حیثیت سے  
کر ان کی یکساں تعلیم و تربیت کو ناگزیر بنایا جاتا رہا ہے  
ALEXIS CARREL اپنی کتاب  
MANTHE UNKNOWN میں عورت کے متعلق  
لکھتے ہیں :-

”اس (عورت) کیلئے افزائش نسل کے وظیفہ کی  
اہمیت کو پورے طور پر محسوس نہیں کیا گیا  
اس وظیفہ کی انائیگی اس کی مکمل تعمیر کے لیے  
ناگزیر ہے۔ اس لیے عورتوں کو ماں بننے  
سے متفرق بنانا ایک بے ہودہ بات ہے۔  
نوجوان لڑکیوں کو لڑکوں کی سی دینی اور  
جسمانی تربیت نہ دی جانی چاہئے۔ عورتیں کو  
چاہئے کہ وہ مرد اور عورت کی جسمانی اور ذہنی  
خصوصیات اور ان کے وظائف حیات پر خاص  
توجہ مرکوز کریں۔ ان دونوں صنفوں کے درمیان  
اختلافات کی ناقابل حصول صلیح حائل ہے اور  
متمدن دنیا کی تعمیر میں ان اختلافات کو ملحوظ  
رکھنا ضروری ہے۔

پھر جبکہ عورت گھر سے نکل کر باہر کے معاملات میں  
مچھپی لیتا شروع کر دے گی تو خانگی زندگی ترو بالا ہو جائیگی۔  
اور مردوں کے اخلاق تباہ ہو جائیں گے اور قومی صحت  
متکثر پذیر ہو جائے گی۔ مغربی تمدن سے متاثر اور مغرب  
رہنے والے اذیان و مقلوب شاید یہ دعوے سن کر حیران  
ہوں گے۔ لیکن دیکھئے کہ ایک مغربی مفکر DR-SULLIVAN  
اپنی کتاب ALCOHOLISM میں اس بارے میں کیا  
کہتا ہے :-

عام صنعتی پیشوں میں عورتوں کا انہماک ان  
کے فداوی شدہ ہونے کی صورت میں نہ  
صرف خانہ داری کی مہارت کے حصول  
میں بھی خارج ہوتا ہے۔ اس کا نتیجہ  
کھانا پکانا، صفائی، بچوں کی دیکھ بھال  
سے وہ حیرت انگیز جہالت ہے جو اس  
ملک (انگلستان) کی غریب مزدور طبقہ  
جہاتوں کی اوسط درجہ کی بیوی اور ماں  
کو فطری طور پر ایک بے کار اور فضول خرچ  
انسان بنا دیتی ہے۔ اور جو مزدور کو جو  
اپنے آرام اور راحت کے لیے اس پر اٹھاتا  
رکھتا ہے۔ نہ صرف کسی کلب میں فرسٹ کلاس  
وقت صرف کرنے پر آمادہ کرتی ہے۔ بلکہ  
اس کے بے مزہ اور ناقابل معصم خورداکے لذیذ  
بنانے کے لیے اسے شراب نوشی کی بھی  
ترغیب دیتی ہے۔

غرضیکہ بالا اسطر اور بلا اسطر دونوں طرح وہ مشاغل  
جو عورتوں کو خانہ داری کے مشاغل سے نکالتے ہیں۔  
شراب نوشی میں اضافہ کا موجب بنتے ہیں۔  
ایسا ہی ایک اور مغربی مفکر WIL DURANT  
کہتا ہے :-

”عورت کی صنعتی زندگی میں انہماک خانہ داری  
کی زندگی میں تنزل پیدا کر دیا۔ ہستہ  
آہستہ اس کا پرانا کام اس سے چھین  
گیا۔ جس سے گھر دھپسی سے خالی رہ  
گیا اور وہ خود بے کار اور اطمینان اور  
چینی سے محروم رہ گئی۔ اور جب گھر  
خانہ داری کے مشاغل اور زندگی کی بہابی  
سے خالی ہو گیا تو مردوں اور عورتوں دونوں  
نے اسے چھوڑ دیا۔ غرض ایک ادارہ  
جو دس ہزار برس سے قائم تھا ایک  
نسل کی جن حیات میں تباہ و برباد ہو گیا۔  
اس تمام صورت حال کا یورپ اور امریکہ کے شہروں  
میں عوام کے اخلاق پر جو تباہ کن اثر پڑا ہے اس کا ذکر ایک  
غیر مغربی مفکر کی زبان سے سنئے :-

”آج تاریخ عالم میں ہمیشہ سے کہیں بڑھ  
کر یورپ اور امریکہ کے ہر شہر میں انھیں  
رکھنے والوں کے لیے ایسی باغیچوں کی  
کثرت ہے جو بہت سی وجوہات کی  
بنا پر صنعتی پیمانہ اور تسکین کے لیے  
مردوں سے ہمراہ آگے بڑھ کر اختلاط  
پیدا کر رہی ہیں۔ یہ تہذیب جدید  
کی غیر پیشہ ور عصمت فروش عورتیں ہیں۔  
اس مقام پر مغربی ممالک میں بڑھتی ہوئی بلندہ  
کے متعلق بعض اعداد و شمار کا ذکر کرنا ناچسپی سے خالی  
نہ ہوگا۔ سرکاری رپورٹوں سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف  
انگلستان میں ہر سال ہزاروں تاجرانہ عورتیں ہوتی ہیں۔  
ذیل میں گزشتہ چند سال کے صحیح اعداد و پیش کے  
جاتے ہیں۔

۱۹۱۱ء	۳۷۶۳۳
۱۹۱۲ء	۳۷۹۰۹
۱۹۱۵ء	۳۶۲۲۵
۱۹۱۷ء	۳۷۱۷۵
۱۹۱۹ء	۳۱۸۷۹

## راولپنڈی میں

ہفت روزہ ”خدا ہر الدین“ لاہور ہر جمعہ کو  
حافظ مشتاق احمد کتب خانہ شقیہ  
نگلی نمبر ۱۹ موہن پورہ راولپنڈی سے خرید فرمائیں



یہ تو ذرا پہلی بات تھی۔ اب آج کل کی بات  
 سنئے آسٹریا سوارا اپنی کتاب *The Psychology of the Sexes* میں لکھتے ہیں۔  
 جو ہر سال از دوای زندگی سے باہر رہ کر حاضر  
 ہوئیں۔ اور جن سے ناچائز ہے پیدا ہوئے  
 انہی ہزار کے قریب ہے۔ جن میں بہت سی ملازمتوں  
 میں ایک ولادت نا جائز ہوئی ہے، بلکہ یہ  
 اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ ہر دس عورتوں میں ایک  
 از دوای حاضر ہے۔ باہر رہ کر صنفی تعلقات پیدا کرتی  
 ہے۔ شکایتیں ہیں کہ اس سے کم عمر کی بچی لڑکیوں  
 نے شادی کی ان کی جائیں فیصدی تعداد چھ سے  
 حاملہ تھی اور انہیں برسی کی وجہ لڑکیوں کی ۱۱ فیصدہ  
 تعداد حاملہ تھی۔ یہ اعداد جو بہت حیرت انگیز ہیں جن  
 معاملات کوئی میر کرتی ہیں جن میں کوئی غلطی ہو جاتی ہے۔  
 اور ضبط نوید میں کامیابی نہیں ہوتی، یعنی حقیقی تعداد  
 معاملات کا بہت کچھ۔ صنفیات کی بہتر تعلیم کی بدولت  
 یہ چار لاکھ اور انہی ہزار بد نصیب بچے جن کی  
 ان کے معروض وجود میں لاسے والوں کو ضرورت  
 نہ تھی۔ شاید زندگی پانے سے بچ جاتے  
 لیکن میرا خیال یہ ہے کہ ایسا نہ ماضی میں ہو  
 سکتا تھا۔ اور نہ مستقبل میں ہو سکتا ہے۔  
 غلامی کے کہ جس ملک میں باوجود ضبط نوید  
 کے تمام طریقوں کے مردان سکنہ بامعروفوں  
 کی تعداد اتنی کثیر ہے اس ملک میں اخلاقی  
 بدکاری کا نسب عام ہوگا اور یہ بدیہ کے ایک  
 چھوٹے سے ملک کا حال ہے۔

خاتمہ کلام

ان تمام حالات کے مد نظر ایک اور  
*Anthony M. Ludovician woman*  
 مغربی مفکر اپنی کتاب *Sexual Validation*  
 میں لکھتے ہیں  
 اس امر پر زور دینا بہت ضروری معلوم ہوتا  
 ہے کہ ہر عورت کے لئے ایک خاص عمر تک از دوای  
 زندگی قرار دینا چاہیے۔ اور والدین کے ذہن  
 نشین یہ امر کرنا چاہیے۔ کہ ازدواج ہی وہ اصل  
 غرض ہے جس کے لئے لڑکیوں کی تربیت کی  
 جانی چاہیے۔ ان فطرت کے بہترین پہلوؤں  
 کی تکمیل مان بننے سے ہی ہوتی ہے۔ اور اس  
 کے علاوہ جو چیز بھی ایک عورت حاصل کئے  
 وہ اس سے کمتر درجہ رکھتی ہے۔ اور وہ  
 لوگ جو اسے عالم شباب میں یہ فریب دیتے  
 ہیں کہ اس کے لئے ناچائز ہے۔ بڑھ کر  
 یا اس کے برابر مشاغل بھی ہیں نہ صرف صنف  
 نازک کے بلکہ نوع انسانی دشمن ہیں  
 یہ مصنف اسی کتاب میں ایک دوسری جگہ لکھتا ہے

چونکہ عورت کا کل طور پر زندگی اور اس کے  
 فزائش کے کاروبار میں ڈوبی ہوئی ہے اس  
 لئے اس حقیقت کا حاتمہ طور پر اور بلا خوف  
 تردید اعلان ہونا چاہیے کہ تمام وہ لوگ جو اسے  
 یہ رکھتے ہیں کہ اس کے لئے کوئی اور مشغل اس  
 کا اصلی مشغل ہے۔ تمام وہ لوگ جو ماضی حاضرہ  
 کے گورکھ دیکھتے ہیں اسے نسوانیت کے لئے  
 میں ایسے قصے کہانیوں سے پریشان کرتے ہیں  
 جن سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ اسلام نسوانیت  
 زندگی اور اس کی فزائش سے علیحدہ کوئی چیز  
 ہے۔ غرضیکہ وہ تمام لوگ جو اسے مرد اور بچہ سے  
 دور ریتے ہوئے مسرت و اطمینان اور راحت کی  
 توقعات دلاتے ہیں، سمجھتے ہیں  
 آج پاکستان میں عورتیں زندگی کے ہر شعبہ  
 میں مردوں کے درمیان بدوش چلنے کی خواہش ظاہر  
 کر رہی ہیں لیکن دیکھئے مغرب طویل تجربہ کے  
 بعد کن نتائج پر پہنچ چکا ہے۔ *Dr. H. H. Hall "Some difficulties of Education"*  
 میں رقمراز ہیں۔

آخر میں یہ امر قابل توجہ ہے۔ کہ  
 فکرو طریقہ تعلیم اگر چہ دعوتے کتا بھی کیا جائے  
 ان جذباتی وقتوں کا اندازہ نہیں ہوتا جو نوجوانوں  
 میں صنفی شعور کے آغاز سے پیدا ہو جاتی ہیں۔  
 اور جو بعض طبائع کے لئے مطالعہ میں کمال انماک  
 کا راز بھی حقیقی رکاز میں پیدا کرتی ہیں جو اگر امتحانات  
 کی اہمیت مد نظر ہو چودہ اور اٹھارہ برس کی دنیاوی  
 مدت میں ناگزیر ہے۔

نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کے مابین روزمرہ  
 کے اختلاط کے نتیجہ کے طور پر نہ صرف جذباتی تعلقات  
 پیدا ہو سکتے ہیں۔ بلکہ مطالعہ اور ضبط زندگی کے  
 لئے اور بھی زیادہ تباہ کن یہ بات ہے کہ بعد اوقات  
 میں اگر استادوں سے جذباتی وابستگی پیدا کر لیتے  
 ہیں۔ یہ چھپ چھپ کی ان فطرت کے شدید ترین  
 تقاضوں سے پیدا ہوتی ہے۔ اور اس کا احساس عالم  
 شباب میں داخل ہونے والی ہستی کے لئے جلد  
 یا بدیر ناگزیر ہے۔

اب ایک اور مغربی مفکر کے خیالات سنئے  
 چودھری *Sorensen* لکھتے ہیں  
 "درمیانہ اور مزدور طبقوں کی لڑکیاں زیادہ  
 سے زیادہ تعداد میں طبعیات اور دوسرے مسائل  
 آرائش کی بدولت صنفی جذبات سے نفع اٹھانے  
 میں عصمت فروش طبقہ سے اشتراک کر رہی ہیں ہم  
 اس کی مثالیں نہ صرف دیدہ و دلیرانہ اور حد سے بڑھے  
 ہوئے فیشنوں میں ہی دیکھتے ہیں بلکہ سرخی سے بھرے  
 برے رخساروں رنگیں ہونٹوں چمکیے ناخنوں اور  
 دوسری ایسی تمام چیزوں میں بھی دیکھتے ہیں۔ جو عہد جدید

کی شریف زادی عام طور پر استعمال کرتی ہے۔ اور  
 جو تمام ایسی چیزیں ہیں کہ آج سے سرت سے صدیوں  
 ان چیزوں کا استعمال کو عورت کے آوارہ فطرت ہر کرنے  
 کے لئے کافی تھا۔ غرضیکہ ان کی شریف لڑکی نے اپنی  
 صنفی کشش سے فائدہ اٹھانے کے لئے پیشہ  
 عشق باز کی کتاب زندگی کا ایک سبق لکھ لیا ہے  
 اب دور حاضر کے صنفی بے راہ روی کے فلاح  
 کا خدشہ *George R. R. R.*

افغان میں سنئے  
 آج کل کی سست شباب لڑکیاں شادی کے سارے  
 پر عشق غور کو ملتوی کرتی رہتی ہیں۔ یہاں تک کہ وہ  
 اس عیش سے لطف اندوز ہوئیں جس کا ہر لڑکی کا  
 زبان پر چہرہ ہے جیسا کہ کبھی ہر مرد کی زبان پر  
 میرا کرتا تھا۔ جس دوران میں اولاد کی پیداوار  
 مستقبل کے لئے معروض التوا میں پڑی رہتی ہے۔  
 صنفی آوارگی ہمیشہ سے زیادہ ناپا رہتی ہے۔ بکارت  
 کا مذاق اڑایا جاتا ہے۔ گویا کہ یہ کوئی بڑی ہی خوفناک  
 اور پرانے فیشن کی چیز ہے۔ عہد جدید کی لڑکی کا  
 اصول یہ ہے کہ جب وہ جوان ہے۔ وہ پیمانہ  
 لذت و طرب سے پوری طرح بہرہ ور ہوئے اس عیش  
 سے وہ نافع گزردارات میں کھلے رہنے والے کلید  
 ہوئوں طے نالوں میں بکارت جاتی ہے۔ وہ ایسے  
 اپنے نوجوانوں لڑکوں کے ساتھ عیش و عشرت کے  
 لئے چرتی ہے جنہیں وہ قطعاً نہیں جانتی ہے  
 وہ سرے ضلوع میں یوں کہنے کہ وہ ارادہ اور  
 بار بار اپنے آپ کو ایسے ماحول اور حالات  
 میں ڈالتی رہتی ہے۔ جن کا مقصد محض جذبات  
 کو تربیت دینا اور بھڑکانا ہے اور پھر وہ اس  
 صنفی آوارگی میں جتھ ہوتی ہے۔ جو ایسے حالات  
 کا ناگزیر نتیجہ ہے۔

اس مرحلہ پر دور حاضر کے سب سے بڑے  
 انگریز سوچ کی رائے بھی سن لیجئے پروفیسر  
*Dr. H. H. Hall* نے فرماتے ہیں *World Review*  
 دراصل اپنے مسائل کو مادی ذرائع سے حل کرنے کی بھاری  
 موجودہ کوشش ناکام ہوئی ہے۔ اور ہمارے تمام جرات  
 اورادے ٹھک بن گئے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ ہم نے نصرت کی  
 کفایت شہادی کے لئے مشینوں کی ایجاد میں بڑی ترقی کی ہے  
 لیکن اس ترقی کے ظاہری نتائج میں سے ایک یہ ہے  
 کہ اب عورتوں کو جس قدر کام کرنا پڑتا ہے۔ پہلے کبھی نہیں  
 کرنا پڑا۔ اگرکہ میں شادی شدہ عورتوں کو اور خاتون داری میں  
 کوئی مدد نہیں ملتی اور نہ وہ اپنے گھر کے کاروبار پر پوری  
 توجہ دے سکتی ہیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ آج کل کی عورت کو  
 دو کام کرنے پڑتے ہیں۔  
 ایک گھر میں بحیثیت بیوی اور ماں کے دوسرے دفتر  
 کارخانہ میں بحیثیت ملازمہ کے  
 جنگ کے دوران میں انگلستان میں یہ دہری مصیبت

یا وضو کرتے تو میں دست مبارک پر پانی ڈالتا۔ آپ نے میرا کرتا دیکھا وہ مونڈھے پر سے کھٹ گیا تھا۔ فرمایا۔ ”مداویہ“ کچھ کرتا پہنا دوں۔ میں نے عرض کیا۔ میں آپ پر قربان ضرور چاہتی ہوں آپ نے کرتا عنایت کر دیا۔ مگر میں نے ایک مرتبہ سے زیادہ نہیں پہنا۔ وہ آپ تک میرے پاس موجود ہے۔ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بال ترخدائے میں نے تھوڑے سے بال اور کرتے ہوئے ناخن اٹھا لئے تھے۔ وہ بھی آج تک میرے پاس شبی میں رکھے ہیں۔ دیکھ جب مرچاؤں تو غسل کے بعد یہ بال اور ناخن میری آنکھوں کے حلقوں اور تھنوں میں رکو دینا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ماکرتا بچھا کر مجھے اس پر لٹانا اور کفن پہنانا۔ اگر مجھے کسی چیز سے نفع پہنچ سکتا ہے تو وہ یہی ہے (استحباب عقد الزین)

### سکرات موت

سکرات کے عالم میں شر زبان پر جاری تھا۔ فہل من خالد اماید کتا ویل بالموت یا لا یحی ار اگر ہم مر جائیں گے تو کیا کوئی ہمیشہ زندہ رہے گا۔ کیا موت کسی کے لئے کوئی عیب ہے (استحباب)

### وفات

عین وفات کے وقت یہ شہر پڑھے۔

الابتیج لہامن فی الملکٹ ساعۃ

ولہ اکث فی الذوات اعشی المناظر

کاش میں نے کبھی سلطنت نہ کی ہوتی۔ کاش لذتیں حاصل کرنے میں اندھا نہ ہوتا۔

ملکفت کنی ملہ من عاش بیلخت

لیاں حتی زار حنک المقایر

کاش میں اس فقیر کی طرح ہوتا جو تھوڑے پر زندہ رہتا ہے (عقد العزید)

### میرید کا مشیہ

میرید نے مشیہ کے یہ شعر کہے تھے۔

جاء الہام لقرطاس یحبہ

مناد حین القلب من قرطاس فترعا

قاصد خط لئے ہوئے آیا تو قلب فرخندہ ہو گیا

قلنا لک الویل ما ذانی کتابکم

قالوا الخلیفۃ احی متبتا وجا

ہم نے کہا تیری ہلاکت خط میں کیا ہے؟ کہنے لگا خلیفہ سخت بیماری اور تکلیف میں ہے۔

لما دت الادنی اوکادوت تمید بنا

کان اعتر من ارکانھا التلعا

قریب تھانیں ہیں لے کر جھک جائے۔ مگر یا اس کا کوئی ستون اکھڑ گیا ہے۔

رودی امین بند دادی المجد بیٹن

کانا ججیبا فظلا لیسر ان معا

ہند کا راکار (مادیہ) مر گیا اور عزت بھی مر گئی۔ دونوں ہمیشہ ساتھ رہتے تھے اب بھی دونوں ساتھ چلے

قریب تریب تمام پور توں پر بڑی بڑی تھی۔ اور اس طرح کارخانہ کی طرح امید افزا قرار نہیں دیا جاسکتا تاہم شاید ہے۔ مگر قوموں کے زوال کا زمانہ ہمیشہ وہی ہوا کرتا ہے جبکہ مور تیں خانہ داری کی زندگی کو غیر باکسہ دیتی ہیں یا پچیس صدی قبل مسیح کے یونانی میں جو محمد قدیم کی تاریخ کا درس دے رہے۔ مور تیں گوروں کے اندر رہتی تھیں لیکن سکندر کے عہد کے بعد جب شہری ملکوں کا شیرازہ بکھردھا تھا۔ تو ہمارے زمانہ کی طرح آزادی کا چرچ عام ہو رہا تھا۔

اور آخر میں جی ہاں ہاں ہاں ہاں ہاں ہاں کے مندرجہ ذیل الفاظ قابل غور ہیں۔

”اگر گوروں میں مردوں سے مقابلہ کریں گی تو وہ ایک ناممکن الموصول چیز کی منتہی ہوں گی ناممکن الموصول اس کے لئے کہ یہ ان کی حقیقی فطرت کے منافی ہے اور تاریخ کے رجحان کے بھی خلاف ہے۔ زیادہ سے زیادہ وہ یہ کر سکتی ہیں کہ وہ سفلی چیزوں میں بعض کی برابری حاصل کریں جبکہ کہ اقتصاد یا فوجی خدمت کا میدان ہے۔

ایک طرف اسلام کی تعلیم ہے جس پر عمل براہیور عورت فطرت کے تمام تقاضے باحسن و بدوہ پورے کر سکتی ہے۔ اور دوسری طرف دور حاضر کی حقیقی بے راہروی ہے جسے اختیار کر کے عورت اپنی فطرت کا کھانا گھونٹ سکتی ہے۔ اب یہ مسلمان عورتوں کے اختیار میں ہے۔ کہ وہ اسلام کی راہ اختیار کر لیں جو انہیں زندگی اور وقار بخش سکتی ہیں۔ یا عورت حاضر کی بے راہروی اختیار کریں جو ان کی مغربی بہنوں کو زندگی کی حقیقی مسرتوں سے محروم کر چکی ہے لیکن خدا کے لئے اس خود اختیار کردہ بے راہروی کیلئے قرآن و سنت کی سند جو انہیں نہاں خانہ دماغ سے پیدا کرنے کی انوسنگ کوشش نہ کیجیے۔ صنفی بے راہروی اخلاقی اقدار سے لاپرواہی اور خدا و رسول سے بغاوت غیر اسلام اور قرآن کا نام لئے اختیار کی جاسکتی ہے۔ پھر دین برحق کو بدنام کرنے سے، حاصل ہر خراب اسلام کا نام لینے والے غریب پیسے میں چوری کرتے ہیں تو ہمارے ہی دولت تباہ کرتے ہیں تو کیا وہ قرآن و سنت سے ان چیزوں کی سند حاصل کرتے ہیں۔ اگر ایسا نہیں ہے (اور یقیناً نہیں ہے) تو صنفی بے راہروی بے محابا ہے اور بے پردگی کے لئے خدا و رسول سے اجازت نامہ حاصل کرنے کی کوشش کیوں کہ جاتی ہے

و اخرج عونا اننا ان محمد بنہ رب العالین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین

جلد ہے ہیں۔

لاہور نعنائیں ما اوہی وان جود وا

ان بھر معون ولا یولیون ماریفا جو گردہ ہے اسے آوی لاکہ کوشش کریں اٹھائیں سکتے اور جو اٹھ رہے اسے لاکہ پا ہیں لگائیں

اغراہلج بیتنی الخمام ہا

لو قارع الناس من اعلام فرھا مہارک و خیر ہوت جس کے واسطے بالان رحمت طلب کیا جاتا ہے اگر لوگوں کی عقلوں کا اعلان ہو تو وہ سب پر بازی لے جانے کا (استحباب طہری) میرید کا خطبہ

تین دن زید گھر سے نہیں نکلا۔ پھر مسجد میں آیا اور حسب ذیل خطبہ دیا۔

تمام ستائش اس خدا کے لئے ہے جو اپنی مشیت کے مطابق عمل کرتا ہے۔ جسے چاہتا ہے دیتا ہے۔ جسے چاہتا ہے محروم کر دیتا ہے کسی کو عزت دیتا ہے کسی کو ذلت دیتا ہے۔ لوگو معاویہ خدا کی سیوں میں سے ایک رسی تھا جب تک خدا نے چاہا اُسے دراز کیا۔ پھر اسے اپنی مشیت سے کاٹ ڈالا۔ غناویہ اپنے پیش روؤں سے کمتر اور بعد والوں سے بہتر تھا۔ میں اُسے پاک ثابت کرنے کی کوشش نہیں کروں گا۔ اب وہ اپنے رب کے پاس پہنچ گیا ہے۔ اگر اس سے درگزر کرے تو یہ اس کی رحمت ہے اگر اُسے عذاب دے تو یہ اس کے گناہ کا عذاب ہو گا۔ میں اس کے بعد برسرِ حکومت آیا ہوں نہ سرکش ہوں نہ کمزور ہوں۔ جلد بازی نہ کرو۔ اگر خدا کو بات ناپسند کرتا ہے۔ بدل ڈالتا ہے تو آسان کر دیتا ہے۔

## مکتبہ خدام الدین

(۱) فطری حکمت مصنفہ قاری محمد طیب صاحب

مہتمم دارالعلوم دہلویہ۔ قیمت ۷۵

(۲) کشف حقیقت مصنفہ شیخ الہند حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی

قیمت ۱۳۰

(۳) حیات مسیح مولانا عبد العزیز صاحب

قیمت ۲۰

(۴) خطبہ حضرت مولانا ابوالکلام آزاد بمقام

مسجد شاہ جہان قیمت ۴۰

(۵) زندگی کے لطیف حادثے از جلیانار

قیمت ایک روپیہ

مکتبہ خدام الدین لاہور

شیرازہ دروازہ لاہور سے خط و کتابت کریں۔



# پنجول صفحہ

مرتبہ: - ع-م-چوہان

## وضو کا بیسان

پنجوا نماز سے پہلے وضو کرنا ضروری ہے۔ اس لئے آج کی اشاعت میں ہم آپ کو وضو کا طریقہ اور پانی نہ ہونے کی صورت میں تیمم کا طریقہ تحریر کرتے ہیں۔ تم سب کو چاہئے کہ آج یہ طریقہ پڑھنے کے بعد وضو کرو اور گھر میں اپنی والدہ اور کسی سرپرست کو وضو کر کے دکھائیں۔ تاکہ تمہیں یہ معلوم ہو سکے کہ جو کچھ تم نے پڑھا ہے اسے سمجھ بھی لیا ہے۔ اس طریقہ کو آئندہ جمعہ تک جاری رکھیں۔ تاکہ تمہیں وضو کرنے کی پوری مشق ہو جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ پانی نماز کی کبھی ہے اور یہ حدیث میں ہے کہ جو شخص اچھی طرح وضو کرتا ہے۔ اس کے بدن پر اس کے ناخنوں سے بھی گناہ نکل جاتے ہیں۔ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ میری امت کے لوگ قیامت کے دن اس حال میں بلائے جائیں گے کہ ان کے اعضا وضو کے اثر سے چمکتے ہوں گے وضو کرنے سے جسمانی صفائی اور روحانی نورانیت بھی حاصل ہوتی ہے۔ اب ہم تم کو وضو کرنے کا طریقہ بتاتے ہیں۔

### وضو کا طریقہ

پنجوا پہلے وضو کی نیت کرو۔ اس کے بعد بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھو۔ اور تین بار دونوں ہاتھ پہونچوں تک دھوؤ۔ پھر تین بار منہ میں پانی ڈال کر کھلی کر دو۔ کھلی سے پہلے مسواک

بھی کیا کرو۔ اور کھلی کے بعد تین مرتبہ دائیں ہاتھ سے پانی ناک میں ڈال کر بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی سے ناک صاف کرو۔ پھر تین مرتبہ منہ دھوؤ پھر تین دفعہ دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت اس طرح دھوؤ کہ پہلے دایاں پھر بایاں۔ پھر ہاتھ پانی سے تر کر کے سر کاٹوں اور گردن کا مسح کرو۔ پھر دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت تین تین دفعہ اس طرح دھوؤ کہ پہلے دایاں پھر بایاں

### نواقض وضو

پنجوا! نواقض جمع ہے ناقض کی۔ ناقض وضو اس چیز کو کہتے ہیں جس سے وضو ٹوٹ جائے اور پھر کرنا پڑے۔ نواقض وضو یہ ہیں (۱) پیشاب کرنا (۲) پاخانہ کرنا (۳) ریاح نکلنا (۴) بدن کے کسی مقام سے خون یا پیپ کا نکل

کہ بہہ جانا (۵) منہ بھر کے فے کرنا (۶) چٹ یا کوٹ سونا (۷) کسی چیز کے سہارے اس طرح سے سونا کہ اگر وہ چیز ہٹا دی جائے تو سونے والا گر پڑے (۸) بیہوش (۹) جنوں (۱۰) نشہ (۱۱) مساز میں کھلکا کر ہنسنا

### تیمم اور اس کا طریقہ

پنجوا! اگر وضو کرنے کے لیے پانی نہ ملے یا وضو کرنے سے وضو کا خوف ہو تو وضو اور غسل کے بدلے تیمم کر لو۔

پہلے تیمم کی نیت کرو۔ اس کے بعد پاک مٹی یا ایسی چیز جو مٹی کی قسم سے ہو۔ دونوں ہاتھ مار ایک دفعہ سارے منہ پر طو اور پھر دونوں ہاتھ مار کر دونوں ہاتھ کو کہنیوں تک طو۔

جن چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے ان سے تیمم بھی ٹوٹ جاتا ہے۔ پانی ملنے اور عذر باقی نہ رہنے سے بھی تیمم ٹوٹ جاتا ہے۔ پنجوا وضو یا تیمم ٹوٹ جا کے تو پھر سے وضو یا تیمم کر کے غانہ پڑھ لینی چاہئے۔

### ضروری تصحیح

علامہ جو، ۱۷ جون ۱۹۵۵ء  
ص ۲ - کالم ۳ - سطر دس و دسیرے پیراگراف کے بعد کا تمام مضمون کا تعلق حضرت امام اعظم سے نہیں بلکہ یہ مضمون بقیہ مرشدنا و مرتبنا حضرت علامہ محمد صاحب دینی پوری ہے قارئین کرام تصحیح فرمائیں (۱۱/۱۲)

# تبلیغ دین و اشاعت اسلام کا

بیمثال ادا

## انجمن خدام الدین

انجمن خدام الدین

زیر سرپرستی شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی

مندرجہ ذیل شعبہ جات کا کام بفضلہ تعالیٰ سرانجام دے رہا ہے

مدرستہ البنات :- موجودہ مغربیت زدہ دور میں لڑکیوں کو دینی تعلیم دیکر اسلامی معاشرہ سکھانا ہے۔

شعبہ نشر و اشاعت :- مختلف مسائل پر لاکھوں پمفلٹ مفت تقسیم کر چکا ہے۔

دارالحفاظ میں { ا۔ تجوید کے ساتھ قرآن کریم پڑھایا جاتا ہے۔  
ب۔ بچوں کو قرآن کریم حفظ بھی کرایا جاتا ہے۔

مدرسہ قاسم العلوم { (ا) ہر سال علماء کی ایک جماعت ربطیات قرآن کریم کا دورہ کر کے مستند ہوتی ہے  
(ب) طلباء کی ایک مستقل جماعت دینی تعلیم حاصل کر رہی ہے جس کے علمائے قیام کی انجمن خدام الدین

مفت رزہ خدام الدین کا اجراء اشاعت دین اور تبلیغ اسلام کی طرف ایک اہم قدم ہے۔